رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

REGD E-P-NO - 861

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

ممالک غیر ۷½ روپے

فی پرچہ ۲ ۰ /

جلد ۴ | ۲۱ صلح ۱۳۳۴ ہش ۔ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۵۵ء | نمبر ۳

گورو گرنتھ صاحب کا ہدیہ!

قادیان ۱۳ جنوری۔ ۹½ بجے صبح دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں ایک نہایت خوشکن تقریب عمل میں آئی۔ جناب گیانی لاب سنگھ صاحب فخر مع اپنے ساتھیوں کے تشریف لائے۔ اور مکرم جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے نہایت عزت و احترام کے ساتھ گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ پیش کیا۔ جو گیانی صاحب اور آپ کے ساتھیوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور اعزاز کے ساتھ ایک جلوس کی صورت میں سٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ نسخہ کلوں پنجاب سے جماعت احمدیہ نے منگوایا تھا۔ اور گوردوارہ موضع شیر پور نزد ٹبالہ کے لئے ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ اس سے قبل جماعت احمدیہ قادیان تقریباً نو نسخے گرنتھ صاحب کے گذشتہ چند سالوں میں پیش کر چکی ہے۔

اس تقریب کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کے افراد کی ایک خاص تعداد بشمول مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ و خارجہ اور مکرم صلاح الدین صاحب قائمقام ناظر بیت المال و مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری۔ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی اور مکرم فضل الٰہی خان صاحب نے شرکت کی۔

تبدیلی مذہب

ایک خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ پارلیمنٹ سے اس امر کی پابندی لگوانا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص بغیر مجسٹریٹ کی منظوری کے مذہب تبدیل نہ کر سکے گا۔ یہ امر نہایت ہی نامناسب اور سیکولرازم کی جڑ پر تبر چلانے کے مترادف ہے۔ اور مذہبی آزادی کی روح کے منافی ہے۔ جو لوگ ایسی پابندیاں لگوانا چاہتے ہیں۔ وہ ایک خطرناک رو چلانا چاہتے ہیں۔ اور تعصب۔ فرقہ داریت نفرت وغیرہ کے بڑھنے کا باعث ہیں۔ اگر گربہ کشتن روز اول کے مصداق اس رو کی روک تھام نہ کی گئی۔ تو نہ معلوم ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہونے پر کیا کیا گل نہ کھلیں گے۔ اس سے قبل یہ کوشش بھی کی گئی کہ قبرستان حکومت کے قبضہ میں دیدیئے جائیں تاکہ کسی خدا کا نام ہو سکے اور تدفین جبراً روک دی جائے۔ ہم نے اس کے خلاف بھی اس نقطۂ نظر سے آواز بلند کی تھی۔ سیکولر حکومت کو چاہیئے کہ پارلیمنٹ میں بطور مسودہ بھی ایسی تجاویز پیش نہ ہونے دے۔ کیونکہ خواہ بعد میں یہ پاس نہ ہوں۔ پھر بھی فضا کو ایک حد تک زہر آلود کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں اور ان تجاویز کے حامی طبقہ کی ایک دوسرے رنگ میں ان کو پیش کرتے رہنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

لوہڑی کا تہوار

لوہڑی کے تہوار کے قریب پر دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ نوجوان لڑکیوں تک بازاروں گلی کوچوں میں لوگوں سے پیسے مانگتی ہیں۔ اور تنگ کرتی اور اصرار کرتی ہیں بلکہ کپڑے تک کھینچتی ہیں۔ اور گذرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ غیر مسلم رہنما یان قوم سے گزارش ہے کہ وہ اس برے اور ناموافق اور مخرب اخلاق طریق کے انسداد کی طرف توجہ دیں

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سردرد اور نزلہ کی شکایت کے علاوہ گلے میں بھی تکلیف ہے۔

۱۱ جنوری۔ حضور کو نزلہ کی معمولی شکایت ہے اور کمر میں درد ہے۔

۱۲ جنوری۔ حضور کو کمر میں درد ہے۔ ۱۳ جنوری شدید نزلہ ہے۔ احباب بالالتزام حضور کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

۱۷ جنوری۔ بعد نماز ظہر حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب کو موصیوں کے قبرستان کے قطعہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے کل ساڑھے تین بجے سہ پہر کے قریب ۸۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا تھا۔ نماز جنازہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی جس میں دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے افسران صیغہ جات۔ عملے کے ارکان اور دیگر احباب ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جنازے کے ساتھ قبرستان تک تشریف لے گئے۔ تدفین مکمل ہونے کے بعد حضور نے تمام حاضرین سمیت دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت ام المومنینؓ کے مزار مبارک پر بھی تشریف لے گئے اور وہاں بھی دعا کی۔

۱۱ جنوری۔ چوہدری صلاح الدین صاحب ناظم جائداد ربوہ کے دادا چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ جو قدیم صحابہ میں سے تھے کی نعش بہاولپور سے لائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

حضرت کرشنؑ

(۱)

از مکرم گیانی واحد حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ

یہ محترم گیانی صاحب کی تقریر ہے جو آپ نے جلسہ سالانہ پر ۲۶ دسمبر ۱۹۵۴ء کو فرمائی تھی (ایڈیٹر)

تمام اقوام میں انبیاء

آغاز عالم سے جب بھی دنیا میں ظلم و ستم کا دور دورہ ہوا۔ اور جہالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ بادلوں نے حق و صداقت کے نیر تاباں کو اپنے دامن میں لے کر لوگوں کو نور ہدایت سے محروم کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت سے کام لیتے ہوئے اپنے کسی بندے کو مبعوث فرما کر ہدایت کی شمع ضیا بار اس کے ہاتھ میں دے دی تاکہ انسانیت کا قافلہ ضلالت کی تاریکیوں کو پھاڑتا ہوا منزل زندگانی کی طرف قدم بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت کسی ایک قوم یا ملک سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح چاند سورج، ہوا پانی اور دیگر مظاہر قدرت سے مشرق و مغرب کی تمام قومیں بلاتفریق فیض یاب ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس کی طرف سے آنے والے روحانیت کے شعلوں اور روشنیوں سے بھی ہر قوم اور ہر ملک نے برکت حاصل کی۔ چنانچہ اس سنت الٰہیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ ”وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر“ یعنی دنیا میں کوئی ایسی امت نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر نہ آیا ہو۔ چنانچہ ان ہی نذیروں میں ایک نذیر حضرت کرشن علیہ السلام تھے جنہوں نے ہندوستان سے ظلمت کو اپنی روحانی روشنی سے منور فرمایا اور ہدایت کے پیاسوں کو حق و صداقت کا جام لبالب پلا کر سیراب کیا۔

آپ کے پیرو کہلانے والوں نے جو نقشہ اور تصویر ہمارے سامنے پیش کی ہے وہ ہمارے نزدیک بہت حد تک قابل اعتراض ہے۔ ایک طرف آپ کو خدا کا اوتار بیان کر کے خدائی کا مرتبہ دیا گیا ہے اور دوسری طرف آپ کی اخلاقی حالت ایسی بیان کی گئی ہے جس سے آپ کسی صورت میں بنی نوع انسان کے لئے قابل نمونہ نہیں ٹھہر سکتے۔ گو بظاہر ہمیں آپ کے جیون چرتر میں سوائے ماکھن چرانے اور گوپیوں کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کے جو قابل تاویل امور ہیں اور کوئی خاص قابل اعتراض بات نظر نہیں آتی۔ لیکن حقیقت کے متلاشی کو آپ کے سوانح حیات کا مطالعہ کرنے سے بہت سی مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ آپ کی زندگی اور اخلاقی حالت کی آئینہ دار آپ کی کتاب مقدس گیتا ہے۔ گو گیتا بہت حد تک محرف و مبدل ہو چکی ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں آپ کی عظمت و شوکت کے علاوہ گیان اور معرفت الٰہی کے پاکیزہ رموز نمایاں طور پر نظر آتے ہیں جس سے آپ کی شخصیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی کے صحیح حالات ہم تک محفوظ نہیں پہنچے۔ اور جو حالات ملتے ہیں ان میں بہت حد تک مبالغہ آمیزی اور غلو سے کام لیا گیا ہے۔ ہم اس افراط و تفریط سے الگ ہو کر ان کو خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا سچا نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کی طرف جو اس قسم

ملک صلاح الدین پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

(۱) معارف القرآن

درسِ اخلاق

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ ...... مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (یونس ۱۲)

تشریح (۲) مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَا میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت بتا کر ہمیں اسلامی اخلاق سکھائے ہیں کہ جب کسی کو مدد کے لئے بلاؤ تو اُس سے جدا ہونے کے وقت پہلے اُس سے اجازت طلب کرو پھر شکریہ ادا کرو۔ پھر جاؤ۔ کیونکہ یہ بڑی بد تہذیبی ہے کہ کسی کو مدد کے لئے بلایا جائے مگر اس کا شکریہ بھی ادا نہ کیا جائے۔ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ میں اخلاق کے کئی نکتے بیان کئے ہیں:-

اوّل۔ یہ کہ کسی کی نیت پر حملہ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کفار کے متعلق فرماتا ہے۔ ان کو ان کے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے گئے ان کو مسرف قرار دے کر بھی ان کی نیت پر حملہ نہیں کرتا۔ بلکہ فرماتا ہے کہ ان کو نظر ہی ایسا آتا ہے ان کی عقل ہی کند ہو گئی ہے۔ پس کیا ہی تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو قلیل سے قلیل اختلاف پر فوراً دوسرے کی نیت پر حملہ کر دیتے ہیں۔

دوسرا نکتہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیت کی دلیل ہر جگہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ نیت کی درستی اور شرارت کی عدم موجودگی کے وقت بھی سزا دی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ نیت کو درست تسلیم کرتے ہوئے سزا کا اعلان کیا ہے یہ بات اس وقت ہوتی ہے جب نیت اپنے ہی اعمال کی وجہ سے خراب ہو گئی ہو یا یہ کہ نیت کا بدلنا اپنی طاقت میں ہو اور نہ بدلے جیسے کم علمی اگر چہ ایک عذر ہے۔ لیکن اگر صرف سستی کی وجہ سے ہو تو قابل سزا ہے۔ ایسے شخص سے کہا جائے گا کہ کیوں سستی کی اور علم حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہ کی۔

طبعی قانون میں تو نیت کا بالکل دخل ہی نہیں ہوتا۔ خواہ کسی نیت سے کوئی شخص زہر کھائے وہ ضرور ہلاک ہو جائیگا۔ شریعت میں ایک حد تک لحاظ رکھا جاتا ہے (تفسیر کبیر)

(۲) کلام سید الانامؐ

"اصلاحِ نفس"

(۱) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کو فضول باتوں سے بچائے رکھو اور بے ضرورت گھر سے باہر نہ جاؤ اور اپنی خطاؤں کو یاد کر کے خدا کے حضور کثرت سے گڑگڑاؤ (ترمذی)

(۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کے وقت میں نے کچھ لوگ ایسے بھی دیکھے جن کے ناخن تانبے کے معلوم ہوتے تھے۔ اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ نوچ کر بُرے طریق سے زخمی کرتے تھے۔ پھر میرے دریافت کرنے پر جبریل نے بتایا کہ لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے اور اُن کی عزت و آبرو پر حملہ کیا کرتے تھے!! (ابو داؤد)

(۳) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون حرام ہے اُس کی عزت و آبرو کو برباد کرنا حرام ہے اُس کے مال میں بے جا دست اندازی کرنا حرام ہے۔ (مسلم)

(۴) ملفوظات امام الزمانؑ

انسانی زندگی پر عملی شریعت کا اثر

"خدا کی سچی اور کامل شریعت کا فعل جو اس کی جو انسان کے دل پر ہوتا ہے کہ اس کو وحشیانہ حالت سے انسان بنا دے پھر انسان سے با اخلاق انسان بنا دے اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے اور نیز اس کی زندگی میں عملی شریعت کا ایک فعل یہ ہے کہ شریعت حقہ پر قائم ہو جانے سے ایسے شخص کا بنی نوع پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ ان کے حقوق کو پہچانتا ہے۔ اور عدل اور احسان اور ہمدردی کی قوتوں کو اپنے محل پر استعمال کرتا ہے۔ اور جو کچھ خدا نے اس کو علم اور معرفت اور مال اور آسائش میں سے حصہ دیا ہے سب لوگوں کو حسب مراتب ان نعمتوں میں شریک کر دیتا ہے۔ وہ تمام بنی نوع انسان پر سورج کی طرح اپنی روشنی ڈالتا ہے۔ اور چاند کی طرح حضرت اعلےٰ سے نور پا کر دوسروں تک پہنچاتا ہے وہ دن کی طرح روشن ہو کر نیکی اور بھلائی کی راہیں لوگوں کو دکھلاتا ہے۔ وہ رات کی طرح ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اور تھکوں اور ماندوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ وہ آسمان کی طرح ہر ایک حاجت مند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیتا ہے۔ اور وقتوں پر اپنے فیض کی بارشیں برساتا ہے۔ وہ زمین کی طرح کمال انکسار سے ہر ایک آدمی کی آسائش کے لئے بطور فرش کے ہو جاتا ہے اور سب کو اپنی کنار عاطفت میں لے لیتا اور طرح طرح کے روحانی میوے ان کے لئے پیش کرتا ہے۔

سو یہی کامل شریعت کا اثر ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱)

(مرتبہ محمد حفیظ بقاپوری)

روحانی کتاب اور دنیوی امور کی تفصیل

اخبار پرتاپ کے نوٹ پر ایک نظر

اخبار پرتاپ جالندھر مورخہ ۵ ارجنوری ۵۵ء میں زیر عنوان "ایٹم بم کا انسٹی ٹیوٹ" حسب ذیل نوٹ دیا گیا ہے:-

"پاکستان سرکار نے بھی ایٹم بم تیار کرنے کیلئے ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن یہ ایٹم بم دنیا کی تباہی کے لئے تیار کئے جائیں گے۔ بلکہ امریکہ کے پردھان آئزن ہاور کے اس نیک ارادہ کی تکمیل کے لئے کہ ایٹم شکتی کو سنسار کے کلیان کے لئے برتا جائے۔ لیکن اگلے دن ایک مولوی صاحب کا مضمون ایک پاکستانی اخبار میں شائع ہوا تھا۔ جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں ایٹم بم کا ذکر آیا ہے۔ جب یہ بات ہے تو نئے فارمولے ڈھونڈنے اور انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کام میں قرآن کریم سے مدد لے لی جائے۔"

سب سے پہلے تو ہم اظہار افسوس کرتے ہیں کہ معاصر پاکستانی دشمنی میں اس بات کو بھی بھول گیا کہ قرآن مجید کو سر آنکھوں پر رکھنے والے صرف پاکستانی ہی نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں خود ملک ہند میں بھی موجود ہیں اور مسلمانوں کی مقدس ترین کتاب کے متعلق طنز اور استہزاء کا طریق غیر مناسب ہے بالخصوص جبکہ اس روزنامہ کے متعدد پرچوں میں وید شاستر کے حوالوں سے ایسے ہی مضامین شائع ہوتے ہیں پس ہر اس اعتراض سے اجتناب کرنا چاہیئے جو خود معترض کی اپنی کتاب پر وارد ہوتا ہے۔

تاہم اس خیال سے کہ اخبار کے پڑھنے والے سب کے سب ایسے نہیں ہوتے جو لکھنے والے کے ہر خیال کی تائید کریں بلکہ بسا اوقات حقیقت پسند طبائع معاملہ کی اصلیت سے آگاہ اور باخبر ہونے کی آرزو مند ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں اس کے متعلق قدرے روشنی ڈالتے ہیں بہت ممکن ہے کہ کسی سعید روح کی ہدایت کا موجب ہو۔

سو واضح ہو کہ ہم لوگ قرآن مجید کے متعلق اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خدا کا کلام ہے اور سائنس اس کا فعل جس طرح ایک عقلمند انسان کا قول و فعل باہم مطابقت رکھتے ہیں اسی طرح حکیم مطلق خدا کا قول اس کے فعل کے منافی نہیں ہو سکتا پس جب قرآن کریم اس کا قول ٹھہرا تو یقیناً ناممکن ہے کہ سائنس کی تحقیقات ایسی بات نکالے جو اس کے بیان سے مختلف ہو۔ اسی طرح ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے اس کی تعلیم تا قیامت رہنے والی ہے۔ اس میں بیان کردہ حقائق اس جہان کے قیام تک کبھی جھٹلائے نہیں جا سکتے۔ اور سائنس جو اس کا فعل ہے خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے کبھی بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکتی جو تعلیم قرآن کے منافی ہو

باقی اخبار پرتاپ نے جس رنگ میں اس بات کا اظہار کیا ہے وہ سراسر قرآن کریم کے موقف اور اس کی تعلیم سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی روحانی کتاب کی غرض و غایت انسان کی روح اور اس کی آتما کو پوتر کرنے کے اصول بیان کرنا ہے۔ اور فی الحقیقت انسان کے اس عالم میں جنم لینے کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ کسی نہ کسی طریق سے اُس کی آتما کو چین اور سکون نصیب ہو اور پھر جب تعلیم اسلام اس کی آتما کی تسکین کا باعث بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے خالق و مالک کا وصال اور اُس کی رضا اسے نصیب ہو جائے۔

بایں ہمہ چونکہ انسان کو اس دنیا میں اپنی چند روزہ زندگی گذارنا ہے۔ اور ہم سے مختلف قسم کے تعلقات سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہے۔ اس لئے صرف اُس حد تک کہ اُس کی روح کی پوترتا کے لئے لازمی اور ضروری ہو ہر روحانی کتاب نے اُسے بعض دنیوی امور میں بھی ہدایت اور رہنمائی کی ہے۔ اور اسی طریق کو قرآن کریم نے نسبتاً زیادہ احسن اور اکمل طور پر اختیار کیا ہے اور صرف اسی پہلو سے بعض دنیوی امور پر روشنی ڈالی ہے۔ گویا یہ امور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور بس۔

لیکن اگر کوئی شخص محض اپنی ناواقفی کی بناء پر اس اعتراض کو لے بیٹھے کہ چونکہ قرآن نے جامعیت اور کمال کا دعوےٰ کیا ہے۔ اس لئے اس میں فلاں فلاں ذریعہ سفر کا ذکر بھی مل جانا چاہیئے تو یہ درست نہیں۔ کیونکہ اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے قرآن کریم کے دعوے کی اصل حقیقت کو نہیں سمجھا قرآن کریم نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ میری تعلیم پر عمل کر کے تمہیں خدا کی رضا حاصل ہو گی تمہارا تعلق خدا سے مضبوط ہو جائے گا۔ تم دنیا میں بہترین لوگ کہلاؤ گے تمہارے ذریعہ سے بنی نوع کو زیادہ فائدہ پہنچے گا اب دیکھ لو اسلام کی سینکڑوں برس کی تاریخ دنیا کے سامنے ہے۔ کیا اُس نے ہزاروں اور لاکھوں ایسے انسان پیدا نہیں کئے جو اس مقصد کو پا گئے اور معقول دنیا آج بھی اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

پس خلاصہ کلام یہی ہے کہ اگر کسی مسلمان نے یہ کہہ دیا کہ قرآن کریم میں ایٹم بم کا ذکر آیا ہے تو وہ اس سے یہ کہ خدا کا کلام خدا کے فعل سے مختلف نہیں۔ اور اس کی مثال ایٹم کے ذکر سے دینی ہے تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہی نسبت بڑی خوبی ہے جس کے مقابل پر آج دنیا کی کوئی دوسری آسمانی کتاب نہیں ٹھہر سکتی اور اس بارہ میں قرآن کریم کا ابتداء ہی سے دعویٰ چلا آتا ہے کہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کہ اگر یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق نہ ہوتا تو کائنات علماء کی تحقیق میں جو اس کے نزول کے بعد ہی مختلف ہوتا اور اس کے نظریات سے مطابقت نہ رکھتے۔ (محمد حفیظ بقاپوری)

خطبہ جمعہ

جماعت کے کمزور حصے کو مضبوط بنانے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو

اپنے نیک نمونہ سے تبلیغ کرو اور لوگوں کے قلوب میں احمدیت کی محبت پیدا کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ر جون ۱۹۵۴ء بمقام احمدیہ ہال کراچی

خطبہ نویس:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

انسانوں پر

زندگی کے کئی دور

آتے ہیں کبھی انسان دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی چسنیاں چوسنے والا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی کھیلنے کودنے اور پیار کرنے والا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی نیم بلوغت کے زمانہ میں وہ اچھی تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ کبھی بالغ ہو کر وہ اپنے مستقبل کے متعلق سوچ رہا ہوتا ہے۔ کبھی اپنی بھرپور جوانی میں وہ شادی بیاہ کرتا ہے اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی جوانی کی عمر کا ایک حصہ گزار کر وہ ادھیڑ عمر میں جا پہنچتا ہے۔ کبھی اس پر بڑھاپا آتا ہے۔ کہ ملنا پھرنا بھی اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ افراد کے جو مختلف دور ہیں۔ یہی دور قوموں پر بھی آیا کرتے ہیں کبھی

قوموں کی حالت

بچوں کی سی ہوتی ہے۔ کبھی ان کی حالت بڑی عمر والوں کی سی ہوتی ہے۔ کبھی ان سے بھی بڑی عمر والوں کی سی حالت ہوتی ہے۔ اور کبھی ان پر جوانی کی عمر آتی ہے۔ لیکن جو قومیں خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کی جاتی ہیں۔ ان پر جوانی کا زمانہ نسبتاً جلدی آ جاتا ہے۔ اور جو قومیں خدا تعالیٰ کی منشا کے ماتحت چلنے والی ہوتی ہیں ان پر جوانی کا زمانہ زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد آج تک کا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ ہر قوم پر بڑھاپا آ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے لگ جاتی ہے۔ ہماری جماعت ابھی اپنی

جوانی کے دور کے قریب

زمانہ میں ہے۔ ہم اپنے آپ کو بالغ نہیں کہہ سکتے۔ ہم اپنے آپ کو قریب بلوغت کے زمانہ میں بھی نہیں کہہ سکتے۔ اور ہم اپنے زمانہ کو کامل بلوغت کا زمانہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ قریب بلوغت اور کامل بلوغت کے درمیان جو زمانہ ہوتا ہے وہی ہم پر گذر رہا ہے۔ اور اس کے مطابق ہماری جماعت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ وہ عمر ہے کہ اس میں انسان نہ اپنے آپ کو نادان کہہ سکتا ہے اور نہ پورے طور پر اپنے

تمام کاموں کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ عمر ایسی ہی ہے جیسے اکیس بائیس سال کے نوجوان کی عمر ہوتی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس عمر میں بھی ہماری جماعت میں اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کا ابھی وہ احساس نہیں ہے جو اس کے اندر ہونا چاہیئے تھا۔ مثلاً پہلی چیز تو یہی ہوا کرتی ہے کہ انسان تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اور اس عمر تک اپنی تعلیم سے قریباً قریباً فارغ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں دینی تعلیم اور دینی تربیت کے لحاظ سے ابھی

بہت بڑی کمی

پائی جاتی ہے۔ اکثر حصہ جماعت کا وہ ہے۔ جو قرآن شریف کو نہیں سمجھتا اور اس اکثر میں سے بھی ایک کثیر حصہ ایسا ہے جو ان ذرائع کو بھی جو قرآن کریم کے سمجھنے کے ان کو میسر ہیں صحیح طور پر استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ مثلاً ہمارا ملک اردو بولتا ہے یا مختلف صوبوں میں گنوار طرز کے جو لوگ ہیں یا غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں یا صرف صوبائی زبان جاننے والے ہیں ان میں سے کوئی سندھی بولتا ہے۔ کوئی بلوچی بولتا ہے کوئی پشتو بولتا ہے کوئی بنگالی بولتا ہے۔ عربی زبان ہمارے ملک میں بطور زبان نہیں بولی جاتی۔ بلکہ ہمارے ملک کے لوگوں کو اتنا بُعد عربی زبان سے ہے کہ علماء بھی عربی نہیں بولتے۔ اور اگر کبھی انہیں عربی بولنی پڑے تو وہ اتنا جھجکتے ہیں کہ دو فقرے بھی وہ اپنی زبان سے نکالیں گے تو کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور لرزتے ہوئے۔ جہاں تک ان کے

علم کا سوال ہے

اگر اس کو دیکھا جائے۔ تو وہ عرب اور مصر کے علماء سے کم نہیں ہوتے۔ دینی کتب کا انہیں خوب مطالعہ ہوتا ہے۔ لیکن جب عربی بولنے کا سوال آئے۔ تو عرب کا ایک معمولی گنوار یا دھوبی بھی صحیح عربی بولے گا اور وہ دو فقرے بھی نہیں بول سکیں گے۔ یہ نقص صرف اس وجہ سے ہے کہ انہیں

عربی بولنے کی مشق نہیں۔ پس ایسے ملک کے لوگوں سے یہ امید کرنا کہ وہ عربی میں قرآن کو سمجھ سکیں گے۔ بہت بعید بات ہے۔ بے شک ہماری کوشش تو یہی ہونی چاہیئے۔ مگر اس امید کے بر آنے کے لئے ایک لمبا زمانہ چاہیئے۔ اور جب اس کے لئے ایک لمبے زمانہ کی ضرورت ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا ان کی روح اتنے عرصہ کے لئے امید و بیم میں رکھی جا سکتی ہے۔ فرض کرو۔ تمہارے پاس کھانا نہیں۔ لیکن تم نے اپنے کھیت میں گیہوں بویا ہوا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی روئیدگی بھی اس کی نکلی ہوئی ہے تو آیا تمہاری بھوک کے وقت تمہارے لئے یہ تصور کافی ہوگا۔ کہ

جب یہ روئیدگی بڑھے گی

دانے پکیں گے تو پھر ہم گندم کاٹ کر اپنے گھر میں لائیں گے۔ اور آٹا پسوا کر روٹی پکائیں گے اگر تم اس وقت کا انتظار کرو گے تو تم مر گئے تمہیں بہر حال اپنی غذا کا کوئی نہ کوئی قائم مقام سوچنا پڑے گا۔ جیسے لوگ چاول کھانے کے عادی ہوں انہیں اگر چاول نہ ملیں تو چاہے انہیں نفرت ہی ہو بدہضمی ہو وہ گندم کھائیں گے یا گندم کھانے والے کو اگر کسی وقت گندم میسر نہیں آتی۔ تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ فاقہ کرنے لگ جائے۔ بلکہ وہ چاول پکا کر کھا لیتا ہے۔ چاول نہیں ملتے تو مکئی کھا لیتا ہے۔ مکئی نہ ملے تو باجرہ کھا لیتا ہے۔ اگر باجرہ نہیں ملتا تو بعض دفعہ وہ ڈھل کھا لیتا ہے (یہ ایک جنگلی دانہ ہے جسے پنجابی میں ڈھل کہتے ہیں۔ اردو نام مجھے معلوم نہیں) جس کو عام حالات میں انسان نہیں کھایا کرتا۔ بہر حال ایسے حالات میں انسان کو اپنی غذا کا قائم مقام سوچنا پڑتا ہے۔

میں مانتا ہوں

کہ ہماری جماعت میں سارے کے سارے عربی نہیں پڑھ سکتے۔ بلکہ اگر پڑھ بھی لیں۔ تو ہماری جماعت میں ہر سال اتنے نئے آدمی داخل

ہوتے رہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے تعلیمی معیار کو قائم رکھ ہی نہیں سکتے۔ قادیان میں عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم ہم نے کئی دفعہ سو فی صدی تک پہنچا دی تھی مگر وہ چار سال کے بعد جب ہم پھر مردم شماری کرتے تو اسی نوے فی صدی پر ان کی تعلیم رہ جاتی۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ وہاں ہجرت جاری تھی۔ اور نئی نئی عورتیں باہر سے قادیان میں آتی رہتی تھیں۔ اس لئے پہلا معیار گر جاتا تھا۔ یہی حال جماعت کا ہے۔ جماعت میں بھی ایک روحانی ہجرت جاری ہے۔ اور ہر سال کچھ شیعوں میں سے کچھ سنیوں میں سے کچھ وہابیوں میں سے کچھ شافعیوں میں سے۔ کچھ دوسرے فرقوں میں سے نکل نکل کر لوگ ہمارے اندر شامل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ قرآن سے واقف نہیں ہوتے۔ پس اگر ہم سارے لوگوں کو

قرآن پڑھا لیتے ہیں

تب بھی کچھ عرصہ کے بعد ایک حصہ ایسے لوگوں کا ضرور نکل آئے گا۔ جو قرآن سے ناواقف ہوگا۔ اور ہمارا فرض ہوگا۔ کہ ہم ان کو قرآن سے واقف کریں۔ بے شک ہمیں ایسے ذرائع میسر نہیں کہ ہم ہر احمدی کو عربی پڑھا سکیں۔ لیکن قرآن ایک ایسی چیز ہے۔ جس کا تھوڑا بہت علم ہر شخص کو ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن ہماری روحانی غذا ہے۔ جس طرح روٹی کھائے بغیر ہماری روح کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جسم کی موت کے بعد انسانی اعضاء سڑنے گلنے شروع ہو جاتے ہیں لیکن اگر کسی انسان کی روح مر جاتی ہے۔ تو اس کا جسم سڑتا گلتا نہیں۔ تم اسے چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہو تو سمجھتے ہو کہ اس کی روح بھی زندہ ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہوتا ہے۔ تم اگر ایک دن یا دو دن یا چار دن یا سات دن غذا نہیں کھاتے۔ تو تم سمجھتے ہو کہ اب تم موت کے قریب پہنچ گئے ہو۔ اور جب کوئی مر جاتا ہے۔ تو تمہیں اس کی موت میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس کی موت کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ جب وہ سانس نہیں لیتا۔ جب وہ حرکت نہیں کرتا۔ جب وہ دیکھتا نہیں۔ جب

وہ سنتا نہیں۔ جب وہ بولتا نہیں۔ تو تم سمجھ لیتے ہو کہ وہ مر گیا ہے۔ لیکن روحانی موت کی علامتوں کا جب اوقات تم مطالعہ نہیں کرتے اور بیا پھر اپنے آپ کو تم فریب دینا چاہتے ہو۔ کہ اس کے مردہ ہونے کے باوجود تم اس کو زندہ سمجھتے ہو۔ ایک آدمی روحانی لحاظ سے دس سال سے مرا ہؤا ہوتا ہے۔ لیکن تم اس کے ساتھ بے تکلفانہ زندگی بسر کر رہے ہوتے ہو۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہو کہ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ بڑے نیک اور بزرگ ہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ نماز میں سست ہیں۔ یا فلاں بہت ہی نیک آدمی ہے۔ بڑا مخلص احمدی ہے۔ لیکن چندہ میں سست ہے۔ یا فلاں بڑا بزرگ ہے سلسلہ کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتا ہے لیکن ذرا جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ گویا ایک طرف تو تم یہ کہتے ہو۔ کہ وہ روحانی لحاظ سے مر چکا ہے اس کے اندر

زندگی کے کوئی آثار

نہیں وہ بے نماز بھی ہے۔ وہ جھوٹا بھی ہے۔ وہ چندہ دینے میں بھی سست ہے۔ اور دوسری طرف تم یہ بھی کہتے جاتے ہو۔ کہ وہ بڑا مخلص ہے۔ بڑا نیک اور بڑا بزرگ ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے جرمنی کے ایک بادشاہ کا گھوڑا بیمار ہو گیا وہ گھوڑا بڑا قیمتی تھا۔ اس نے ڈاکٹروں کو بلایا۔ اور کہا کہ اس کا علاج کرو۔ اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد اس کی حالت سے مجھے اطلاع دو۔ اگر ایک ایک گھنٹہ کے بعد مجھے اطلاع نہ ملی تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ اور جس شخص نے آکر مجھے یہ اطلاع دی کہ گھوڑا مر گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ ڈاکٹروں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح اچھا ہو جائے۔ مگر وہ اچھا نہ ہؤا۔ اور مر گیا۔ اب بادشاہ کو اطلاع پہنچانا بھی ضروری تھا۔ اور دوسری طرف وہ یہ سمجھتے تھے کہ جس نے یہ اطلاع پہنچائی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ آخر سوچ کر انہوں نے بادشاہ کے ایک منہ چڑھے نوکر کو بلوایا۔ اور اسے کہا کہ تم جاؤ۔ اور بادشاہ کو یہ خبر پہنچاؤ۔ اگر کوئی اور گیا۔ تو وہ یقیناً مارا جائے گا۔ لیکن اگر تم گئے تو ممکن ہے بادشاہ تمہیں معاف کر دے۔ کیونکہ تمہارا اس کو لحاظ ہے۔ گویا جہاں تک موت کا تعلق ہے اس کا موقعہ تمہارے لئے بھی اتنا ہی ہے جتنا ہمارے لئے۔ لیکن تمہارے ساتھ چونکہ بادشاہ کو محبت ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ تمہیں معاف کر دے وہ تیار ہو گیا۔ آدمی ہوشیار تھا۔ جاتے ہی بادشاہ سے کہنے لگا۔ حضور گھوڑا بالکل آرام میں ہے۔ اسے کوئی تکلیف نہیں۔ وہ اطمینان سے لیٹا ہؤا ہے۔ نہ وہ تڑپتا ہے نہ وہ دم ہلاتا ہے۔ نہ کان ہلاتا ہے اور نہ آنکھ کھولتا ہے نہ حرکت کرتا ہے۔ بالکل خاموش لیٹا ہؤا ہے۔ بادشاہ نے کہا تو یوں کہو کہ وہ مر گیا ہے۔ اس نے کہا حضور

میں نے یہ الفاظ نہیں کہے

کہ وہ مر گیا ہے۔ یہ حضور خود فرما رہے ہیں۔ تو جیسے اس نوکر نے کہا تھا۔ کہ گھوڑا بالکل آرام میں ہے۔ وہ خاموش لیٹا ہؤا ہے۔ نہ کان ہلاتا ہے نہ دم ہلاتا ہے۔ نہ سانس لیتا ہے نہ حرکت کرتا ہے۔ وہی کچھ تم کرتے ہو۔ کہتے ہو فلاں بڑا بزرگ اور نیک ہے۔ صرف چندہ نہیں دیتا۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے۔ صرف نماز نہیں پڑھتا فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف جھوٹ بولتا ہے۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے۔ صرف خائن ہے۔ تم اپنی حماقت سے اس کی بزرگی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہو۔ حالانکہ روحانی طور پر وہ مُردہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی طرح سڑتا جس طرح جسمانی مردہ سڑا کرتا ہے۔ تو سارا محلہ اس کی بدبو سے بھاگ اٹھتا۔ مگر روح کی سڑاند ایسی چیز ہے کہ فرشتوں کو تو وہ محسوس ہوتی ہے۔ لیکن انسان اسے محسوس نہیں کرتے۔ اس لئے جسم کی سڑاند سے تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں لیکن روح کی سڑاند کے باوجود وہ اسے بزرگ بھی کہتے جاتے ہیں اسے نیک بھی قرار دیتے چلے جاتے ہیں اسے مخلص بھی بتاتے جاتے ہیں۔ گویا تمہاری حسن ظنی اتنی زیادہ ہوتی ہے یا تمہاری

دین سے لاپرواہی اور استغنار

اتنی زیادہ ہے کہ ایک سڑی ہوئی لاش تمہارے سامنے پڑی ہوتی ہے۔ اور تم اسے زندہ کہتے ہو۔ اگر تم میں دین کی محبت کا ذرا بھی احساس ہوتا۔ تو تم سمجھتے کہ یہ لوگ مر گئے ہیں۔ اب ہمیں ان کو دفن کر دینا چاہیئے۔ اور اگر ابھی وہ مرے نہیں۔ صرف روحانی بیمار ہیں۔ تو جس طرح کوئی جسمانی بیمار ہوتا ہے۔ تو تم اس کا علاج کرتے ہو۔ اسی طرح تمہارا فرض تھا۔ کہ تم ان کا علاج کرتے اور ان کی درستی کی کوشش کرتے۔ انسان کا جسم چونکہ مردہ ہو جاتا ہے۔ اور سب لوگ اس کو جانتے ہیں۔ اس لئے جب کوئی بیمار ہوتا ہے۔ تو لوگ اس کا علاج کرتے ہیں۔ اور وہ اسے

موت سے بچانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اگر انسانی جسم میں تعفن نہ پیدا ہوتا اور اس میں سڑاند پیدا نہ ہوتی۔ تو شاید لوگ اپنے ماں باپ کا بھی علاج نہ کرتے اور وہ سمجھتے کہ اگر یہ مر بھی گئے۔ تو ہم انہیں کرسیوں پر بٹھا رکھیں گے۔ اور ان کو دیکھتے رہیں گے۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ انسانی جسم سڑ جاتا ہے۔ اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ خواہ کوئی کتنا بھی پیارا ہو۔ مرنے کے بعد انسان چاہتا ہے کہ اسے جلدی دفن کر دے تاکہ اس کی سڑاند اور بُو اسے پریشان نہ کرے۔ مگر روحانی طور پر سڑنے کی دوسرے شخص کو بدبُو نہیں آتی۔ اس لئے ان کے مرنے کے باوجود تم کوشش کرتے جاتے ہو۔ کہ انہیں زندہ قرار دو۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہوتی ہے

کہ جس طرح انسان جسمانی طور پر مرتا ہے۔ اسی طرح وہ روحانی طور پر بھی مرتا ہے۔ اگر وہ روحانی طور پر مرنے والے کی مختلف کیفیتیں ہم محسوس کریں۔ تو ہم ان کی موت سے بہت پہلے ان کے علاج میں مشغول ہو جائیں۔ مگر ہم ان کا علاج نہیں کرتے۔ جس کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ وہ مر جاتے ہیں اور جب وہ مر جاتے ہیں۔ تو سل اور دق کی طرح ان کی بیماری ہمارے اندر بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر سل اور دق میں تو جہاں کھانسی ہوئی۔ بخار ہؤا لوگ ڈاکٹر کے پاس دوڑے چلے جاتے ہیں۔ اور یہاں چونکہ تم اس کو زندہ اور تندرست سمجھتے ہو۔ اس لئے تم بھی رفتہ رفتہ دین میں سست ہو جاتے ہو۔ اور اپنی بیماری کا فکر نہیں کرتے۔ کہتے ہو۔ الحمد للہ مجھے احمدیت سے بڑا اخلاص ہے۔ صرف اتنی بات ہے۔ کہ کبھی کبھی جھوٹ بول لیا کرتا ہوں۔ میں بہت ہی فدائی ہوں احمدیت کا اور میں اپنے آپ کو اخلاص اور محبت میں دوسروں سے کم نہیں سمجھتا۔ صرف اتنی بات ہے۔ کہ میں نماز نہیں پڑھتا اس طرح تم بھی مر جاتے ہو۔ اور پھر تمہارا ہمسایہ تم سے اثر قبول کرتا ہے۔ اور وہ بھی مر جاتا ہے رفتہ رفتہ وہ مردوں کی ایک جماعت ہو جاتی ہے۔ اور آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ

قومی جدوجہد

کو ایسے لوگ بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ اور نیکیوں میں آگے قدم بڑھانے کا مادہ ان میں نہیں رہتا ہماری جماعت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ روحانی موت اور جسمانی موت یہ دونوں متوازی چیزیں ہیں۔ روح بھی مرتی ہے اور جسم بھی مرتا ہے۔ جب روح مرتی ہے۔ تو

خدا کی ناراضگی

اور اس سے دُوری کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور جب جسم مرتا ہے تو سانس رُک جاتا ہے۔ آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ کان سننا بند کر دیتے ہیں۔ اور جسم کی حس و حرکت باطل ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جسمانی موت سے روحانی موت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا کی ناراضگی اور

فرشتوں کی لعنت

یہ بڑا بھاری عذاب ہے۔ لیکن جسمانی موت میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ بسا اوقات جسمانی موت پر اللہ تعالےٰ کے فرشتے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں۔ میاں تمہیں خدا اپنے انعامات دینے کے لئے بلا رہا ہے۔ اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں۔ اور آسمانی وجود اس کے لئے دعائیں کرتے اور اسے سلام کہتے ہیں۔ پس ہمارے

نوجوانوں کو چاہیئے

کہ جہاں وہ جسمانی موت سے اتنا گھبراتے اور پریشان ہوتے ہیں۔ وہاں وہ روحانی موت سے بھی اتنا ہی گھبرائیں۔ اور اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ ابھی پرسوں کی بات ہے ایک صاحب نے بتایا کہ یہاں جو احمدی فوجی افسر یا نیوی کے افسر ہیں وہ قطعی طور پر کوئی چندہ نہیں دیتے۔ مجھے یہ سن کر بڑا تعجب آیا۔ کہ جب میں یہاں آتا ہوں۔ تو وہ شوق سے میرے آگے آ جاتے ہیں اور میرے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں لیکن ان کی عملی حالت یہ ہے کہ وہ چندہ ہی نہیں دیتے۔ گویا ان کا ساتھ ساتھ پھرنا بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے کسی مردہ لاش کو کل لگا کر تھوڑی دیر کے لئے چلا کر دکھا دیا جائے۔ ہم انہیں چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ حالانکہ وہ مردہ لاش ہیں۔ اور پھر ہماری جماعت کی بدنامی میں بھی بڑا حصہ انہی کا ہے۔ اغیار ہمیشہ یہی شور مچاتے رہے۔ اور

تحقیقاتی عدالت

کے سامنے بھی انہوں نے یہی کہا۔ کہ احمدی فوج پر قابض ہیں۔ اور جو فوج میں احمدی ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ جماعتی طور پر ہمارے لئے کوئی فائدہ بخش نہیں۔ ہمارے خلاف جتنی شورش ہوئی ہے۔ اس میں بڑا حصہ دشمن کے اس پراپیگنڈا کا ہے کہ فوج میں اور نیوی میں یہ لوگ دوسروں سے بہت آگے ہیں۔ اور ان کی نیت خراب ہے۔ مگر نیوی والوں کی یہ حالت ہے۔ کہ ان میں سے بہت کا احمدیت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ صرف

نام کے لحاظ سے

وہ احمدی کہلاتے ہیں۔ ورنہ عملی طور پر وہ کوئی احمدی نہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ نیوی میں سو کے قریب احمدی ہیں۔ جن میں سے صرف دو

باقاعدہ چندہ

دیتے ہیں۔ جب حالت یہ ہے۔ تو نیوی میں ہمارا سو آدمی کہاں ہوا۔ ہمارے تو صرف دو آدمی ہوئے باقی صرف نام کے طور پر احمدی کہلاتے ہیں۔ اگر وہ احمدیت کو چھوڑ دیتے تو یقیناً ہمیں کوئی نقصان نہ ہوتا کیونکہ چندہ تو وہ اب بھی نہیں دیتے۔ پھر ہمیں نقصان کیا ہوتا۔ البتہ ہمیں یہ فائدہ ضرور ہو جاتا کہ وہ لوگ جو ہمارے خلاف اتہام لگایا کرتے

ہیں کہ فوج میں اور پولیس میں اور نیوی میں ہر جگہ احمدیوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ان کا مونہہ بند ہو جاتا اور بجائے اس کے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی صدی فوج پر احمدی قابض ہیں وہ یہ کہنے پر مجبور ہوتے کہ ایک لاکھ میں سے صرف دس یا بیس احمدی فوج میں ہیں۔ تو ان کے احمدیت کے چھوڑ دینے سے یقیناً احمدیت کو بہت زیادہ فائدہ پہنچ جاتا اور دشمن یہ اعتراض نہ کر سکتا۔ پس اگر وہ چندہ نہیں دیتے۔ تو انہیں کم از کم یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ

جماعت کو بدنام نہ کریں

اور احمدیت کو ترک کرنے کا اعلان کر دیں۔ یہ بھی ان کی اللہ تعالےٰ کے حضور ایک رنگ کی خدمت ہوگی کہ انہوں نے چندہ نہیں دیا تو کم از کم جماعت کی عزت بچانے کے لئے انہوں نے اپنی روحانی موت کا آپ اعلان کر دیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اس کی ذمہ داری ایک حد تک باقی جماعت پر بھی ہے ہر شخص جو خراب ہوتا ہے۔ وہ دفعتہً نہیں ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ اور جب کوئی خرابی کی طرف اپنا قدم بڑھانے لگتا ہے۔ تو کیوں جماعت کے لوگ اسے نہیں سمجھاتے۔ کیوں اس کی منت سماجت نہیں کرتے۔ کیوں اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اسے سمجھائیں اسے نصیحت کریں۔ اسے

تحریص و ترغیب دلائیں

اس کے دینی احساسات کو بیدار کرنے کی کوشش کریں۔ ہاں کچھ عرصہ کے بعد جب دیکھیں کہ وہ اپنے اندر کوئی تغیر پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ تو اسے چھوڑ دیں۔ اور سمجھ لیں کہ اب وہ روحانی لحاظ سے مر چکا ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا جب ڈوب جاتا ہے تو پانی سے اگر ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر اندر اسے نکال لیا جائے۔ اور اسے مصنوعی تنفس دلایا جائے۔ تو طب کہتی ہے کہ کئی لوگ بچ جاتے ہیں اور ڈوبنے کے دس پندرہ منٹ کے اندر اندر اگر اسے نکال لیا جائے تو اکثر لوگ بچ جاتے ہیں۔ لیکن اگر چوبیس گھنٹے گذر جائیں یا دو تین دن گذر جائیں۔ تو پھر اسے زندہ کرنے کی ہر کوشش بے کار ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر تمہارا کوئی بھائی گر رہا ہے تو تم اسے

سمجھانے کی کوشش کرو

اس کے لئے دعائیں کرو اسے وعظ اور نصیحت کرو۔ لیکن جس طرح وہ شخص احمق سمجھا جائے گا۔ جس کے بھائی کو ڈوبے ہوئے دو تین دن گذر چکے ہیں۔ اور وہ اس کے ہاتھ ہلا رہا ہے اور اسے مصنوعی تنفس دلا رہا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی احمق سمجھا جائے گا۔ جو سالہا سال تک سمجھاتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر یقین رکھتا ہے کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ جس طرح ڈوبنے کے دس پندرہ منٹ یا ڈیڑھ دو گھنٹہ کے اندر اندر بچانے کی کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ طب کہتی ہے کہ ۲ گھنٹے تک بعض ڈوبنے والے زندہ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح طب یہ بھی کہتی ہے کہ اگر چوبیس گھنٹے کے بعد کوئی شخص ڈوبنے والے کو زندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اتنے عرصہ میں اس کی حقیقی موت واقع ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزوری دکھلائے تو۔

سب دستور کا فرض ہے

کہ وہ اس کے پاس جائیں اور اسے سمجھائیں لیکن چھ مہینے یا سال کے بعد بھی اگر وہ اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ تو اسے مردہ قرار دے دیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ دس سال ہو گئے۔ فلاں کی ایسی حالت ہے۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے حالانکہ یہ بیوقوفی کی بات ہے۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ دس سال فلاں کے ڈوبنے پر گذر چکے ہیں مگر میں اب بھی اسے مصنوعی تنفس دلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ایسے آدمی کو تم مردہ سمجھو۔ اور اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لو۔ بہرحال نیوی میں اگر ایک احمدی باقاعدہ چندہ دینے والا ہے۔ تو ایک کو احمدی سمجھو اگر دو چندہ دینے والے ہیں تو دو کو احمدی سمجھو۔ باقیوں کو کہو کہ تم ہمارے پاکستانی بھائی ہو۔ ہمارے ملکی بھائی ہو۔ لیکن احمدیت والا بھائی چارہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی نہیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ آخر الدواء الکیّ آخری علاج داغ دینا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ادھر نہ لہو آ کھانسی ہوئی اور ادھر داغ دے دیا ہاں جب سارے علاج ختم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر پلستر لگانا یا داغ دینا پڑتا ہے یا فصدیں کھولنی پڑتی ہیں۔ بہرحال یہ سب آخری علاج ہیں۔ اس سے پہلے پہلے ہمارا فرض ہے کہ ہم اصلاح کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں۔ اگر اس کے بعد بھی ان کی اصلاح نہ ہو پھر چاہا اور ان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے بے شک اس کے نتیجہ میں کچھ لوگ ہم سے الگ ہو جائیں گے۔ لیکن اس صورت میں بھی ہمیں فائدہ ہی ہو گا۔ کیونکہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ لوگ مردوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھتے یہ زندوں کی جماعت ہے۔ مردوں کی جماعت نہیں

کراچی کی جماعت

کو اسبارہ میں بے شک مشکلات ہیں۔ کیونکہ یہاں ہر گروپ کے لوگ جماعت کا حصہ ہیں جن کی ذمہ دار عہدیداروں کو نگرانی کرنی پڑتی ہے اور پھر یہاں ماحول اس قسم کا ہے کہ مختلف قسم کی سوسائٹیوں میں شامل ہونے کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہو جاتے ہیں لیکن جب اخراجات زیادہ ہو جائیں۔ تو کمزور آدمی کے لئے چندہ دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور وہ مختلف قسم کے بہانے بنانے لگ جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ ہم اپنا سارا روپیہ اپنے باپ کو بھیج دیتے ہیں۔ اور جب باپ سے پوچھا جائے تو وہ کہتا ہے کہ اس نے تو مجھے ساری عمر میں کبھی ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔

کوئی کہہ دیتا ہے

کہ میں لوکل سکرٹری کو چندہ دے دیتا ہوں لوکل سکرٹری انکار کرے تو کہہ دیتا ہے کہ میں شہر کے احمدیوں کو دے دیتا ہوں۔ اور جب دونوں طرف سے پکڑا جاتا ہے تو کہتا ہے مجھے بڑی مشکلات ہیں۔ گھر میں ایسی بیماری ہے کہ اس کے اخراجات ہی پورے ہونے میں نہیں آتے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد پوچھا جائے کہ بتائیے۔ بیماری دور ہوئی ہے یا نہیں۔ تو کہہ دیتا ہے کہ اب تو فلاں اخراجات آپڑے ہیں جب کچھ اور انتظار کے بعد پھر چندہ مانگا جاتا ہے تو وہ گالیاں دینے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ انہیں تو اور کوئی کام ہی نہیں۔ ہر وقت چندہ ہی چندہ مانگتے رہتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ روحانی لحاظ سے بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ بہرحال دوسری جماعتوں اور یہاں کی جماعت میں فرق ہے۔ باہر اگر عہدیدار سست نہ ہوں۔ تو عموماً جماعت کے چندوں میں کمی نہیں آتی۔ کیونکہ سب ایک ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں مختلف گروہوں کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور ان سب پر جماعت کو کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ پس

اس جگہ کی مشکلات

اور باہر کی مشکلات میں فرق ہے۔ لیکن جہاں اس جگہ کی مشکلات زیادہ ہیں وہاں مختلف قسم کے لوگوں کی وجہ سے کئی قسم کے تجربات حاصل کرنے کے مواقع بھی یہاں کی جماعت کو زیادہ حاصل ہیں۔ ہمارے سامنے تو مختلف واقعات آتے ہیں۔ ان سے ہم ایک نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ لیکن ان کے سامنے عملی مشکلات پیش آتی ہیں پس اسبارہ میں نوجوان کا تجربہ ہے۔ اس کی نوعیت بالکل اور رنگ کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہر شخص کی بیماری اور اس کے نقص کو مدنظر رکھتے ہوئے علاج نہ کیا جائے اس وقت تک پوری کامیابی نہیں ہو سکتی۔ سب لوگوں پر مجموعی نظر ڈالنے سے ہمیں یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں میں نقائص پائے جاتے ہیں۔ لیکن قومی اصلاح کی جدوجہد جو تمام افراد کی اصلاح کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب ہر شخص کے حالات کا الگ الگ جائزہ لیا جائے اور اس کے مطابق اپنی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔ میں چونکہ

زمیندار خاندان میں سے ہوں

اس لئے مجھے زمینداری اور باغ وغیرہ لگانے کا خاص شوق ہے۔ میں نے قادیان میں ایک دفعہ اپنے مالی کو بلایا اور اسے کہا کہ تم ایک چکر روزانہ باغ میں لگاتے ہو اور اسے کافی سمجھتے ہو۔ میری ہدایت یہ ہے کہ آئندہ جب تم چکر لگاؤ تو بیمار درختوں کے ساتھ ایک لال دھجی باندھ دیا کرو۔ دوسرے دن ایک کی بجائے دو چکر لگاؤ۔ ایکدن درختوں کے لئے جن پرلال دھجی بندھی ہو۔ اور دوسرے ان درختوں کے لئے جن پر لال دھجی نہ ہو۔ جب لال دھجی والے درخت اچھے ہو جائیں تو ان کی دھجیاں کھولتے جاؤ۔ اس طرح تمہیں پتہ لگتا رہے گا کہ کون کون سے پودے بیمار ہیں جن کی تمہیں نگہداشت کرنی چاہیئے۔ اگر تم یونہی چکر لگاتے رہو گے۔ تو بیمار پودوں کی طرف تم کوئی توجہ نہیں کرو گے۔ اور وہ رفتہ رفتہ مر جائیں گے۔ اسی طرح جماعت کے جو سست افراد ہیں۔ ان کا

ایک مکمل ریکارڈ

جنرل سیکرٹری کے پاس ہونا چاہیئے۔ اور اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ فلاں شخص میں جھوٹ بولنے کا مرض ہے۔ فلاں میں نماز کی سستی کی عادت پائی جاتی ہے۔ فلاں چندہ میں سست ہے فلاں میں بدکلامی کی عادت ہے۔ فلاں میں مہمان نوازی کی عادت نہیں۔ اور پھر کوشش کرو کہ ان کی یہ بیماریاں دور ہو جائیں۔ مولوی عبد المالک صاحب یہاں سلسلہ کے مبلغ ہیں۔ مگر یہاں کی جماعت اب اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ میں نے جماعت والوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ مرکز سے اور مبلغ منگوانے کی کوشش کریں اگر وہ آجائیں تو ان کی مدد سے ایسے لوگوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنائی جائیں قرآن کریم کی آیات سے ان کو وعظ کیا جائے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اس کے علاوہ تمہارا اپنا نمونہ ایسا ہونا چاہیئے کہ

چاہیے تم زبان سے ایک لفظ بھی نہ کہو تمہارے عمل سے لوگوں کو خود بخود تبلیغ ہوتی چلی جائے۔ اگر ایک احمدی رشوت نہیں لیتا ظلم نہیں کرتا۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ کام میں دیانتدار ہے، محنت کا عادی ہے قربانی اور ایثار سے کام لیتا ہے تو احراری تو الگ رہا کوئی آدمی کواہ اس کی مخالفت کرے۔

یہ لازمی بات ہے

کہ جب ترقی کا وقت آئے گا تو افسر اس کی سفارش کریں گے اور کہیں گے کہ یہ بڑا محنتی اور بڑا ہوشیار ہے۔ اور جب افسر اس کی سفارش کریں گے تو مخالفین کا پروپیگنڈا خود بخود باطل ہو جائے گا اور لوگ کہیں گے کہ احمدیوں کو بلاوجہ بدنام کیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ بڑے محنتی اور دیانتدار ہیں۔ پس اپنے کیریکٹر سے اپنی ذہنیت ثابت کرو اور لوگوں کو احمدیت کی طرف مائل کرو مجھے

ایک احمدی کا واقعہ

معلوم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی احمدی ایسا ہی تھا جس پر جھوٹے الزام لگا لگا کے اُسے سزا دینے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ایک دفعہ پولیس اور فوج کے کچھ آدمیوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ اور انہوں نے ایک دوسرے کو مارا پیٹا۔ وہ انہیں ہٹاتا تھا مگر لوگ رکتے نہیں تھے۔ بعد میں جب تحقیقات ہوئی تو فوجی سپاہیوں نے مارپیٹ سے انکار کیا۔ پولیس والوں نے کہا کہ ایک اور شخص بھی ان میں تھا جو ان کو لڑائی سے باز رکھتا تھا۔ وہ اس وقت پیش نہیں ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد اس پر کوئی الزام لگا کر فوجی حوالات میں اسے دے دیا گیا۔ جب اسے وہاں سے نکالا گیا تو اس نے بھی بات بتادی۔ جب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے فوجی افسر کو لکھا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں اسے ڈسچارج کر کے میرے پاس بھجوا دیں۔ چنانچہ وہ فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ اور پولیس میں اسے ملازمت مل گئی۔ تو

اعلیٰ کیریکٹر

بہرحال دوسروں پر اثر کرتا ہے۔ پس ہمیں اپنے کیریکٹر کو بلند رکھنے اور اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اپنا نمونہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیے کہ خود بخود ان کے دل ہماری طرف مائل ہوتے چلے جائیں۔ ابھی کل ہی ایک دوست نے سنایا کہ ایک پاکستانی رئیس مصر سے آیا ہے اس نے سنایا کہ ہمیں مصر میں کچھ مصری ملے اور محبت سے سلام کیا۔ پھر کہا کہ آپ لوگوں نے امریکہ سے جو فوجی مدد لی ہے اس کو ہم اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ کیونکہ امریکہ ہمارا دشمن ہے۔ لیکن ایک چیز ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کی عزت کرنے پر مجبور ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ نے

ساری دنیا میں مبلغ

بھیجے ہوئے ہیں۔ گویا ہمارے مبلغ بھیجنے کا ان کی طبیعتوں پر اتنا اثر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کارنامہ کی وجہ سے پاکستان کی عزت کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ پاکستان میں ہمارے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم عیسائیوں وغیرہ کو تبلیغ کرتے ہیں۔ گویا یہاں ہمارے مشنوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا موجب قرار دیا جاتا ہے اور باہر پاکستان کی اس لئے عزت کی جاتی ہے کہ یہاں سے تمام دنیا میں مبلغ بھیجے جاتے ہیں۔ تو اپنے نیک نمونہ کے ساتھ لوگوں کو تبلیغ کرو اور ان کے دلوں میں احمدیت کی محبت بٹھا دو۔ بلاشبہ لوگ بے شک اپنے منہ سے ایک لفظ بھی احمدیت کی تائید میں نہ نکالیں لیکن دیانتداری تو ان کے اپنے اختیار میں ہے کام کو محنت سے کرنا اور عمدگی سے سرانجام دینا تو ان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اگر وہ

دیانتداری اختیار کریں

محنت اور ہوشیاری کے ساتھ کام کریں تو ان کی احمدیت کبھی چھپ نہیں سکتی۔ فرض کرو ایک شخص یہ نہیں کہتا کہ میں احمدی ہوں۔ لیکن جمعہ کا دن آتا ہے تو وہ نماز کے لئے چل پڑتا ہے۔ لوگ اس سے پوچھتے ہیں کہ آپ کہاں جمعہ پڑھیں گے اور وہ یہ کہتا ہے احمدیہ ہال میں اس پر خود بخود لوگ اس سے کہیں گے کہ اچھا آپ احمدی ہیں۔ اسی طرح خواہ وہ زبان سے نہ کہے کہ میں احمدی ہوں۔ لیکن جب وہ جلسہ سالانہ پر جائے گا تو لوگوں کو خود بخود پتہ لگ جائے گا کہ یہ احمدی ہے۔ اس طرح اس کا احمدی ہونا کبھی چھپ نہیں سکتا۔ پس

ملازم پیشہ احباب کو چاہیئے

کہ وہ اپنا نمونہ ایسا بنائیں کہ لوگ دیکھتے ہی محسوس کرنے لگیں کہ ان لوگوں میں اور دوسرے لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً اگر وہ پاکستان کے لئے دوسروں سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کی دوسروں سے زیادہ خیر خواہی کرتا ہے ان کی تکلیف میں دوسروں سے زیادہ ہمدردی کرتا ہے تو ہر شخص دوسرے سے خود بخود پوچھے گا کہ کونسا پاکستانی ہے جو پاکستان کی حفاظت کے لئے دوسروں سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور جب لوگ اسے بتائیں گے کہ یہ احمدی ہے تو بغیر اس کے کہ وہ ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالے

خود بخود تبلیغ ہوتی چلی جائے گی

اور لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ جب احمدی اس قسم کے نیک اور خیرخواہ اور ملک و ملت کے ہمدرد اور جان نثار ہوتے ہیں تو ہم کیوں نہ احمدی بن جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار ہو گیا ہے اور یہ اس کے گھر پر جاتا ہے اور اس کی خدمت کرتا اور اس کی تیمارداری میں حصہ لیتا ہے تو دوسرے کے دل میں خود بخود اس کی محبت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور جب کسی موقعہ پر اس کے اپنے بھائی احمدیوں پر اعتراض کریں گے تو وہ کہے گا کہ تم غلط کہتے ہو۔ میں بیمار ہوا تھا تو تم نے تو مجھے پوچھا بھی نہیں مگر فلاں احمدی میری رات دن خدمت کرتا رہا۔ پس میں کس طرح سمجھ لوں کہ احمدی بُرے ہوتے ہیں۔ پس

تبلیغ کا راستہ

تمہارے لئے بند نہیں۔ تم گورنمنٹ کے حکم کے اور اخلاقی ذمہ داری کے ماتحت زبان سے تبلیغ نہ کرو۔ مگر کیا گورنمنٹ یا اور کوئی شخص تم کو یہ بھی حکم دے گا کہ تم دوسروں سے زیادہ دیانتدار نہ ہو۔ دوسروں سے زیادہ حب الوطنی نہ دکھاؤ۔ دوسروں سے زیادہ بنی نوع انسان کے خدمت گذار بنو۔ دوسروں سے زیادہ راست باز نہ بنو۔ اور یہ بھی ایک تبلیغ ہے جس کی قانون اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ وہ ہر پاکستانی سے اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور جو لوگ ملازم پیشہ نہیں ان کے لئے اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ اپنے اپنے رشتہ داروں اور گہرے دوستوں کو سمجھائیں اور جو اعتراض علماء نے ہم پر کئے ہیں ان کا جواب دیں کیا رشتہ داروں کی غلط فہمیاں دور کرنے سے کوئی روک سکتا ہے۔ اگر غلط فہمیاں دور کرنے سے کوئی روکتا ہے۔ تو اسے پہلے غلط فہمی پیدا کرنے والے کو روکنا چاہیئے۔ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ خود غیر احمدیوں نے ہمارے خلاف اس قدر مواد جمع کر دیا ہے کہ ہم اگر سات دن ان کے اعتراضات کو دور کرتے رہیں تو بھی

ایک بڑا کام ہے

اگر تم ان کے اعتراضات کے جوابات دو اور انہیں بتاؤ کہ احمدیت کیا کہتی ہے تو وہ یقیناً ایک دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور جب انہیں نظر آئے گا کہ تم سچے ہو اور تمہارے دشمن تم پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں تو لازماً تمہارے دوستوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور تمہارے دشمنوں کی تعداد گھٹتی جائے گی۔ اور اگر لوگ کہیں گے کہ تم مسلمانوں کے خیر خواہ ہو اور ہمیشہ ان کی ترقی کی کوشش کرتے ہو تو وہ آپ ہی آپ فیصلہ کریں گے۔ کہ تمہارے مخالف غلطی پر ہیں۔ پس اپنے رویہ کو بدلو اور جماعت کے

کمزور حصہ کی اصلاح

کرنے کی کوشش کرو۔ اور ہر احمدی کے کیریکٹر کا جائزہ لے کر اس کے مرض کو دور کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اگر ایک شخص کو مرض ہے نماز نہ پڑھنے کا اور تم اس کو چندے کا وعظ کرتے ہو۔ یا ایک شخص کو چندہ نہ دینے کا مرض ہے اور تم اس کو نماز کا وعظ کرتے ہو۔ تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کھانسی والے کو سردرد کی دوا دے دی جائے۔ اور سردرد والے کو کھانسی کی دوا دے دی جائے۔ یا ہیضہ والے کو نقرس کی دوا دے دی جائے۔ جس طرح یہ بے وقوفی ہے اسی طرح وہ بھی بے وقوفی ہے۔ پس علاج ہمیشہ مرض کے مطابق کرو۔ اور جماعت کے کمزور حصہ کو مضبوط بنانے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔

(الفضل ۶ر جنوری ۱۹۵۵ء)

اخبار احمدیہ قادیان

ربوہ ۷ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مولوی عبدالواحد صاحب فاضل مبلغ انڈونیشیا کے اعزاز میں بعد نماز عشاء دعوت طعام دی جس میں غیر ملکی طلبہ اور بعض اور احباب بھی مدعو تھے اس موقعہ پر حضور مختلف ممالک کی تعلیمی اور تبلیغی حالات پر دلچسپ گفتگو فرماتے رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شفیق باپ اپنے گھر میں اپنے بچوں سے نہایت بے تکلفی کے ساتھ محبت بھری گفتگو کر رہا ہے۔

۸ر جنوری۔ مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ کلکتہ نے جامعۃ المبشرین میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر اساتذہ اور طلباء سے خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں اور بہت سے احباب بھی شریک ہوئے۔

اسی روز جامعۃ المبشرین کی طرف سے مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ انڈونیشیا اور جماعتہائے احمدیہ انڈونیشیا کے نائب صدر راڈن ہدایت صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ اساتذہ اور طلبہ کی طرف سے ایڈریس پیش کئے گئے۔ ہر دو معزز مہمانوں کی جوابی تقریروں کے بعد حضرت مولوی محمد دین صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے تبلیغ اسلام کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور طلبہ کو زرّیں نصائح فرمائیں۔

قادیان ۵ ارجنوری۔ مکرم سید احمد صاحب ناصر خلف حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ روانہ ہوئے۔ آپ ربوہ سے ہوتے ہوئے مشرقی افریقہ واپس تشریف لے جائیں گے۔

قادیان ۱۶ ارجنوری۔ مکرم مولوی عبدالواحد صاحب اور مکرم راڈن ہدایت صاحب دارالامان وارد ہوئے سٹیشن پر مکرم صلاح الدین صاحب۔ شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ کلکتہ اور مولوی برکت علی صاحب جنرل سیکرٹری اور فضل الٰہی خان صاحب نے استقبال کیا اور ہار پہنائے مسجد مبارک کے چوک میں مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر مقامی

لائبریریاں قائم کرنے و مساجد تعمیر کرنے کی تحریک تعلیم یافتہ دوست ایک ایک ناخواندہ احمدی کو پڑھانے کا عہد کریں

جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی تقریر کا ملخص

(مرتبہ خورشید احمد)

لائبریریاں قائم کرنے کی تحریک

حضور نے فرمایا میں نے لٹریچر شائع کرنے اور لائبریریاں قائم کرنے کی تحریک کی تھی۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے کہ اس نے ۲۷ مقامات پر لائبریریاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے مقامی جماعتوں کو اس کام میں نظارت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ انہیں چاہیئے کہ صرف ۲۷ پر ہی بس نہ کریں۔ بلکہ ان ستائیس لائبریریوں کو پیش خیمہ سمجھیں ۲۷ ہزار اور پھر ۲۷ لاکھ لائبریریوں کا۔ جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ کسی مرکزی مقام پر مکان کا انتظام کر کے وہاں لائبریری قائم کریں۔ نظارت تبلیغ کا ارادہ یہ ہے کہ صرف ایسی جگہوں پر لائبریری قائم کی جائے۔ جہاں پر کوئی مبلغ ہو۔ یا جہاں کی جماعت کوئی ایسا آدمی مقرر کر سکے جو لٹریچر کی پوری طرح ذمہ داری لے سکے۔

مساجد تعمیر کرنے کی تحریک

حضور نے تعمیر مساجد کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا ابھی تک کئی جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں ہماری جماعت کی کوئی مسجد موجود نہیں۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مسجد ضرور شاندار ہونی چاہیئے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کس کی شان ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ نے سب سے پہلے جو مسجد بنائی وہ کچی تھی۔ پس اگر تمہیں کچی مسجد بنانے کی توفیق مل سکتی ہے تو تم کیوں پیچھے ہٹتے ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پکی اور شاندار مساجد نہ بناؤ بے شک اگر تم میں توفیق ہے۔ تو ضرور بناؤ۔ مگر اصل ضرورت یہ ہے کہ ہر جماعت میں مسجد ضرور ہو خواہ وہ کچی ہو یا پکی۔ پھر کئی جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں پر پندرہ پندرہ بیس بیس سال سے محض اس لئے مسجد نہیں بنائی گئی۔ کہ کوئی مرکزی جگہ نہیں ملتی۔ لیکن یہ خیال بھی غلط ہے۔ تم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جہاں تم مسجد بناؤ گے اللہ تعالے اسی کو مرکز بنا دے گا۔ اور وہاں رونق ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالے پر حسن ظنی رکھو اور جیسی بھی بنا سکتے ہو اور جہاں بھی بنا سکتے ہو مسجد ضرور بناؤ حتیٰ کہ کوئی شہر کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہ ہو۔ جہاں تمہاری اپنی مسجد نہ ہو۔ میرا تجربہ تو یہی ہے کہ جہاں مسجد تعمیر ہوتی ہے وہاں جماعت فوراً بڑھنی اور ترقی شروع کر دیتی ہے۔ پھر ہماری جماعت کے متعلق تو خدائی حکم یہ ہے کہ وسع مکانک یعنی اپنے مکانوں کو وسیع کرو۔ بظاہر یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالے کو میرے اور تمہارے مکانوں سے کیا واسطہ ہے؟ لیکن دراصل اس میں اللہ تعالے نے اس امید اور توقع کا اظہار فرمایا ہے کہ بانی سلسلہ اور اس کے متبعین جب اپنے لئے مکان بنائیں گے تو پہلے میرے مکان کا بھی فکر کریں گے۔ گویا اللہ تعالے تم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ تم اپنے مکانوں کے ساتھ ساتھ اس کے گھر بھی بناتے چلے جاؤ گے

معیار تعلیم کو بلند کرنے کی ضرورت

حضور نے معیار تعلیم کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ پچھلے سال میں نے جلسہ پر یہ تحریک کی تھی۔ کہ تمام تعلیم یافتہ دوست ایک ایک ناخواندہ احمدی کو پڑھانے کی کوشش کریں۔ آج میں پھر یاد دہانی کراتا ہوں اور توجہ دلاتا ہوں کہ دوست اس تحریک پر عمل کریں۔ تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ ہم اپنے مردوں اور عورتوں کے معیار تعلیم کو بلند کریں تعلیم سے میری مراد کوئی اعلیٰ تعلیم نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ ہر احمدی مرد عورت کم از کم اردو لکھ پڑھ سکے۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تو ہمارا معیار تعلیم بہت بلند ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ عمارتیں بنوانے اور سکول کھولنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کے ابتدائی ایام کی طرح جب کہ مساجد ہی اسلامی مدرسے ہوتے تھے ہم بھی نہایت سادگی کے ساتھ اس کام کو بغیر کسی بڑے خرچ کے کر سکتے ہیں۔ اگر سارے کے سارے تعلیم یافتہ احمدی مرد اور عورتیں یہ عہد کریں۔ اور ایک ایک ناخواندہ احمدی کو اردو پڑھانا اپنے ذمہ لیں تو ایک قلیل وقت میں بہت بڑا تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔

قومی ترقی کی جڑ اخلاق حسنہ ہیں

اس کے بعد حضور نے اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ میری خلافت کو اکتالیس سال ہو رہے ہیں۔ اس عرصہ میں اگر تم سال میں صرف ایک اچھا خُلق اپنے اندر پیدا کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے تو آج اخلاق کے لحاظ سے تم بہت بڑی طاقت کے مالک ہوتے اصل مصیبت یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ عادت عام ہو گئی ہے کہ لوگ باتیں سنتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ان پر عمل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترقی کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ جو کچھ سنتے تھے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور پھر اس عمل پر راسخ ہو جاتے تھے۔

حضور نے فرمایا یاد رکھو سب سے مقدم چیز انسانی اعمال میں اخلاق ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بغیر نہ دین درست ہوتا ہے نہ دنیا۔ یورپ نے اگر ترقی کی ہے تو اپنے ہتھیاروں اور گولہ بارود کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ محض اخلاق کی وجہ سے کی ہے۔ یورپ والوں نے جو پے در پے مسلمانوں سے شکست کھائی۔ تو انہوں نے غور کرنا شروع کیا کہ ان شکستوں کی کیا وجہ ہے آخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیوی سامان تو جس طرح مسلمانوں کے پاس ہیں اسی طرح ان کے پاس ہیں۔ البتہ وہ اخلاق ان کے پاس نہیں جن کے مسلمان حامل ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی اخلاق کو اپنے رنگ میں اپنانا شروع کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ترقی کرنا شروع کر دی۔ ادھر مسلمانوں نے آہستہ آہستہ یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ ان کی فتوحات اخلاق کی وجہ سے نہیں بلکہ ظاہری سامان کی وجہ سے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اخلاق کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا اور دن بدن انحطاط کی طرف مائل ہو گئے۔

پس قومی ترقی کی اصل جڑ اخلاق کی درستی ہے۔ اگر تم سال میں ایک خُلق ہی درست کرنے کا عہد کر لو۔ اور پھر اس پر قائم ہو جاؤ۔ تو کہیں سے کہیں نکل سکتے ہو۔ اگر تم اخلاق کو درست کرو۔ محنت کے عادی بن جاؤ۔ تو تمہاری قربانی خود بخود بڑھتی جائے گی اور لوگ آپ ہی آپ تمہاری طرف کھچے چلے آئیں گے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے علم انعامی کے متعلق فیصلہ روزنامہ الفضل کی توسیع اشاعت کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۸ ردسمبر کو بعد نماز ظہر و عصر جلسہ سالانہ میں "سیر روحانی" کے موضوع پر جو پر معارف علمی تقریر فرمائی اس کے آغاز میں حضور نے بعض متفرق امور کی طرف بھی احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ یہ امور دراصل حضور کی ۲۷ ردسمبر والی تقریر کا حصہ تھے جو ضعالت طبع کی وجہ سے بیان ہونے سے رہ گئے۔ ان امور کا خلاصہ اپنے الفاظ میں افادہ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مجالس خدام الاحمدیہ کا سالانہ مقابلہ

مجالس خدام الاحمدیہ میں بہترین کام کرنے اور علم انعامی حاصل کرنے کا جو سالانہ مقابلہ ہوا کرتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ اس مقابلہ کا فیصلہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ علاوہ مجالس کی رپورٹوں کے اپنے انسپکٹروں کو بھجوا کر کام کا جائزہ لینے کے بعد کیا کرتی ہے۔ اس سال اس نے جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کی رو سے کراچی کی مجلس اول آئی ہے۔ دوسرے نمبر پر لاہور۔ تیسرے نمبر پر راولپنڈی۔ چوتھے نمبر پر گوجرانوالہ اور پانچویں نمبر پر خانیوال کی مجلس ہے۔ جبکہ یہ سفارش کی گئی ہے کہ چونکہ سیلاب کے ایام میں لاہور کی مجلس نے غیر معمولی کام کیا ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ مجموعی کارگزاری کے لحاظ سے اس کا نمبر کراچی کے بعد آتا ہے۔ پھر بھی اس سال علم انعامی لاہور کی مجلس کو دیا جائے

حضور نے فرمایا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ لاہور کی نیم مردہ سی جماعت میں اس سال وہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ نے زندگی کی روح پھونک دی ہے۔ اور اس کا سہرا زیادہ تر وہاں کے قائد محمد سعید احمد صاحب اور ان کے چار پانچ رفقاء کے سر ہے۔ جنہوں نے بڑی محنت سے کام کیا گذشتہ سیلاب کے ایام میں نہ صرف یہ کہ غیر معمولی طور پر لاہور کی مجلس نے خدمت خلق کا کام کیا بلکہ اسے غیر معمولی طور پر پبلک میں روشناس بھی کرایا اور اس لحاظ سے اس کا کام واقعی خاص طور پر تعریف کے قابل ہے۔ لیکن میں یہ رسم ڈالنا نہیں چاہتا کہ علم انعامی اول آنے والی مجلس کو نہ دیا جائے۔ یہ رسم حوصلہ بڑھانے کی بجائے اسے پست کرنے کا موجب ہو گی۔ ہمارے کارکنوں کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جو مجلس اول نمبر پر ہو اسے اول نمبر ہی کا انعام دیا جائے۔ پس میں باوجود اس کے کہ مرکزی مجلس نے لاہور کو علم انعامی دینے کی

سفارش کی ہے۔ یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ علم انعامی حسب قاعدہ کراچی کی مجلس خدام الاحمدیہ کو دیا جائے۔ مگر ساتھ ہی سیلاب کے ایام میں لاہور کی مجلس نے جو کام کیا اس کی تعریف بھی کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہر مجلس سلسلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی رہے گی

نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو

قرآن مجید نے مومنوں کی شناخت ہی یہ بتائی ہے کہ وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ صفت جس قوم میں بھی پیدا ہو جائے اسے اتنا بلند کر دیتی ہے کہ اس کا قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ درحقیقت یہی روح ہے جو زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ جب کسی قوم میں مسابقت کی روح نہ رہے تو خواہ وہ کتنی ہی ترقی یافتہ ہو گرنا شروع کر دیتی ہے۔ اور اگر کسی ذلیل سے ذلیل قوم میں بھی یہ روح پیدا ہو جائے تو اس کے لئے آگے بڑھنے کے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا مسابقت کی روح سے دلوں میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ پس ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی ہمیشہ مد نظر رکھو کہ جو قانون تم نے اپنے لئے بنایا ہے اسے چھوٹی چھوٹی وجوہ کی بناء پر نہ توڑا جائے۔ پس میں نے لاہور کی مجلس کی تعریف پہلے بھی کی تھی اور اب بھی کر دی ہے اس تعریف کے بعد اس کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ کراچی سے علم انعامی لے لے۔ درحقیقت اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو جو قربانی کراچی کی مجلس کرتی آرہی ہے ابھی تک لاہور کی مجلس اس حد تک نہیں پہونچی۔

دنیا کے مختلف حصوں سے درخواستہائے دعا کی تاریں

اس کے بعد حضور نے مارشس۔ شام۔ سیلون۔ بورنیو۔ فلپائن۔ امریکہ۔ انگلستان۔ برما۔ کینیڈا۔ سقط۔ مشرقی پاکستان۔ ہندوستان۔ کشمیر اور مغربی و مشرقی افریقہ کے مختلف علاقوں سے مبلغین سلسلہ و احباب کی آمدہ درخواستہائے دعا پر مشتمل تاروں کا ذکر کیا اور احباب کو ان سب کے لئے دعا کی تحریک فرمائی

اخبارات سلسلہ کی توسیع اشاعت کی تحریک

حضور نے سلسلے کے اخبارات کی اشاعت بڑھانے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔ سلسلہ کے تمام اخبارات ہی اپنی اپنی جگہ ایسی خصوصیت رکھتے ہیں کہ ان کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جماعت میں اخبارات خریدنے اور پڑھنے کا چرچا اور رواج کم ہے۔

الفضل سب سے مقدم تو اخبار الفضل ہے۔ یہ روزانہ اخبار ہے اور یہی ایک ایسا اخبار ہے جس کے ذریعہ سے ساری جماعتوں تک مرکز کی اطلاعات پہنچتی ہیں۔ ہمارے پاس متواتر یہ رپورٹیں آئی ہیں کہ کئی ایسی جماعتیں ہیں جن میں الفضل کا ایک بھی پرچہ نہیں جاتا۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے اگر چھوٹی جماعتوں کے دوستوں میں انفرادی طور پر اخبار منگوانے کی استطاعت نہیں ہے تو وہ مل کر ایک پرچہ منگوا سکتے ہیں۔ تا کہ مرکز کے حالات اور اطلاعات ان تک پہنچتی رہیں۔

حضور نے فرمایا درحقیقت اخبار اور سفر ہی دو ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے کسی قوم کی ترقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں انقلاب اور اضطرابی کیفیت پر دلالت کرتی ہیں۔ اخبار بینی کی عادت بتاتی ہے کہ روح میں انقلاب اور تغیر کی خواہش ہے۔ اسی طرح جو قوم سفروں کی عادی ہے اس میں بھی کوئی نہ کوئی بے کلی اور اضطراب ہوتا ہے۔ جو اسے باہر نکلنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور یہ اضطراب بھی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔

پس اگر ہماری جماعت اپنے اخباروں کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتی۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ترقی کی راہ پر پوری طرح گامزن نہیں ہے۔ پس اپنے اخباروں کی طرف توجہ کرو اور بالخصوص الفضل کی اشاعت وسیع کرنے اور اسے زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرو۔

تنبیہات

اقامت دین کے سامان

(۱)

(از مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری)

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام کسی وقت اپنے عروج کو پہنچا اور دوسرے وقت اس پر تنزل کا دور آیا اور ایک وقت آئے گا کہ اس کی نشاۃ ثانیہ کے سامان ہوں گے تو اس سے مراد یہ نہیں کہ نفس اسلام میں کسی طرح کی کمی بیشی ہوئی بلکہ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کی جیتی جاگتی تصویر کہلاتے تھے ایک وقت گذر جانے کے بعد ان کی تعداد میں کمی ہوتی چلی گئی۔ اور ان کے بعد ایسے لوگ ان کے قائمقام ہوئے جو حقیقی اسلام پر پورے طور پر قدم نہ مار سکے حتی کہ ان کا دین اسلام سے بُعد اس قدر بڑھا کہ اسلام کو فیج اعوج کی تاریک راتیں دیکھنا نصیب ہوئیں !!

لیکن وہ خدا جس نے ابتداء ہی سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون"

کہ ہم نے اس عزت و شرف کے مجسمہ کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے سامان کریں گے اس نے ہر ایسے موقع پر اپنی قدرت کاملہ سے بہترین سامان کئے اور کرتا چلا جائے گا

تعجب تو اس بات پر ہے کہ اس زمانہ کے نام نہاد علماء ان الٰہی وعدوں کو یکسر پس پشت ڈال کر اپنے تئیں بلا شرکت غیرے زمانے کیوں اقامت دین کا واحد اجارہ دار قرار دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ درحقیقت لتا کہتے دین کا کام تو خود خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھوں میں رکھا ہے۔ وہ دنیوی لوگوں کی مدد و نصرت کا محتاج نہیں اگر اس کو دین اسلام سے محبت ہے۔ تو وہ خود ہی اس کی ترقی اور عروج کے سامان کرے گا۔ کیونکہ وہ تو خود فرماتا ہے کہ

"ورضیت لکم الاسلام دیناً"

کہ میرا پسندیدہ مذہب فقط اسلام ہے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ خدا کو اسلام سے محبت ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اسے محض علماء کرام کے رحم و کرم پر چھوڑ دے۔ کہ وہ جس طرح چاہیں اس سے سلوک کریں۔ کیونکہ آج جس طرح علماء کرام اقامت دین کے نام پر اسلام کو کند چھری سے ذبح کر رہے ہیں۔ اس طریق کار کو دیکھ کر یہ سا کچھ خلط ہو گا کہ خدا تعالےٰ کو تو اپنے دین کی ترقی اور اس کی ترویج کی پرواہ نہیں اگر کچھ درد ہے تو انہیں گنتی کے چند افراد کو۔ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام ایک آسمانی دین ہے کہ مثال جب کہ اس نے خود بیان کی ہے اس وقت کی ہے جس کی دلیل اپنی جگہ نہایت مستحکم ہے۔ اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندی کو پہنچی ہوئی ہیں اسے ہر وقت اور ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ پس ہر وہ تحریک جو دین اسلام کی تازگی اور اس کے احیاء کا دعوےٰ کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنا پیوند اس برتر ہستی سے استوار کرے تا اس کے ساتھ تعلق کی بناء پر اس سرچشمہ سے آب حیات کی نہریں لے آئیں جو دین خداوندی کی تروتازگی کا سامان لا دیں۔ اگر ایسا دعویٰ محض خشک منطقی دلائل تک محدود رہے تو حقیقت کے میدان میں اس کی چنداں وقعت نہیں

جب ہم اس عظیم الشان مشعل کو ہاتھ میں لے کر دیکھتے ہیں کہ اس وقت زمین پر خصوصاً اسلامی ممالک میں دین اسلام کے احیاء اور اس کی تازگی کے لئے ایک ہیجان سا نظر آتا ہے درحقیقت یہ اس ہیجان کے پیچھے قانون قدرت کی مخفی تاریں حرکت کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقت ناشناس علماء جو بدقسمتی سے مسلمانوں کے رہنما بننے کی ہوس رکھتے ہیں سادہ لوح مسلمانوں کو خطرناک راستے پر لے جانے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اگر ہندو پاکستان میں "جماعت اسلامی" کے رنگ میں اس پارٹی کے افراد نظر آتے ہیں تو مصر میں الاخوان المسلمون۔ کیونکہ جس طرح ہندو پاکستان میں قائم شدہ جماعت اسلامی کے بنیادی اصولوں میں یہ داخل ہے کہ

"اصلاح خلق کی کوئی سکیم بھی حکومت کے اختیارات پر قبضہ کئے بغیر نہیں چل سکتی جو کوئی حقیقت میں خدا کی زمین سے فتنہ و فساد کو مٹانا چاہتا ہو اور واقعی یہ چاہتا ہو کہ خلق خدا کی اصلاح ہو تو اس کے لئے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اُسے اٹھنا چاہیئے اور غلط اصولوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کار لوگوں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہیئے"۔

(حقیقت جہاد مؤلفہ ابو الاعلےٰ مودودی)

اسی طرح :۔

"اب تم روئے زمین پر خدا کے سب سے زیادہ صالح بندے ہو۔ لہذا آگے بڑھو اور خدا کے باغیوں کو حکومت سے بیدخل کر دو اور حکمرانی کے اختیارات اپنے ہاتھوں میں لو۔ (ایضاً)

بالکل یہی نمونہ مصر کی الاخوان المسلمون پارٹی نے دکھایا ہوا ہے اور دمشق کی منتظم حکومت کے خلاف پارٹی نے ایسا ہی طریق اختیار کیا۔ اگرچہ ان سب لوگوں کا دعویٰ تو اقامت دین کا ہے۔ لیکن جو طریق اختیار کرتے ہیں وہ سراسر غیر اسلامی ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذرا تدبر سے کام لیتے اور قرآن مجید کی تعلیمات کو سامنے رکھتے تو یقیناً ان کا طریق کار وہ نہ ہوتا جو اس وقت نظر آتا ہے مولانا دریابادی صاحب نے سچ فرمایا ہے۔

"مودودی صاحب کے افکار ہرگز نتیجہ تدبر فی القرآن نہیں بلکہ نتیجہ تدبر فی السیاسات الحاضرہ اور شرح یا تفسیر تنقیحات فی السیاسات ار رہا ہیں"

(صدق جدید ۱۶ر نومبر ۴۶ء)

درحقیقت جب جماعت اسلامی کے رہنما۔ اسلام کی روح رواں کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اپنا تعلق خدا سے استوار کرنے اور قلبی صفائی کو مقدم رکھنے کی بجائے ایسی بگٹٹ راہ پر چل پڑے جو دین اور روحانیت سے دور لے جا کر خشک سیاست کی خطرناک دلدلوں کی طرف لے گئی نہ ان کی اقتدار کی ہوس پوری ہو گی اور نہ اس کا*

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

خدا کرے

حضور ایدہ اللہ کا یہ تازہ کلام جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو حضور کی تقریر سے قبل مکرم ثاقب صاحب زیروی نے پڑھ کر سنایا۔

بڑھتی رہے خدا کی محبت۔ خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذّت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفےٰ کی رفاقت خدا کرے

مٹ جائے دل سے زنگِ ضلالت خدا کرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے

مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے

ٹل جائے جو کبھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیّت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

سُن لے ندائے حق کو یہ اُمّت خدا کرے
پکڑے بزور دامنِ مّلت خدا کرے

چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خدا کرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے

راضی رہو خُدا کی قضا پر ہمیش تم
لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خدا کرے

احسان و لطفِ عام رہے سب جہان پر
کرتے رہو ہر اک سے مروّت خدا کرے

گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے

بدیوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام
تقویٰ کی راہیں طے ہوں بعجلت خدا کرے

سننے لگے وہ بات تمہاری بذوق و شوق
دُنیا کے دل سے دور ہو نفرت خدا کرے

اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک
بڑھتی رہے تمہاری ارادت خدا کرے

پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو
حاصل ہو شرق و غرب سطوت خدا کرے

پایاب ہو تمہارے لئے بحرِ معرفت
کھُل جائے تم پہ رازِ حقیقت خدا کرے

اُٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے

تبلیغ دین و نشر و ہدایت کے کام پر
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر
شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے

زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں
پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے

سو سو حجاب میں بھی نظر آئے اُس کی شان
تم کو عطا ہو ایسی بصیرت خدا کرے

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر تنگ میں تمہاری حفاظت خدا کرے

قرآنِ پاک ہاتھ میں ہو دل میں نُور ہو
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے

دجّال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
حاصل ہو تم کو ایسی ذہانت خدا کرے

پرواز ہو تمہاری نہ افلاک سے بلند
پیدا ہو بازوؤں میں وہ قوت خدا کرے

بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نُورِ نبوّت خدا کرے

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

تم ہو خدا کے ساتھ۔ خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں خصلت خدا کرے

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
مّلت کے اُس فدائی پہ رحمت خدا کرے

اے آمدنت باعثِ آبادیٔ ما

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا۔ کہ اسلام کے احیاء کے لئے حضور نے جو چالیس دن تک ہوشیارپور میں دعائیں فرمائیں انکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعہ کیا بشارات دی ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود جیسے عظیم الشان وجود کی ولادت کی پیشگوئی اس میں درج ہے۔ اور حضور کی ذریّتِ طیبہ اور متبعین کی ترقی اور ان کے ذریعہ اسلام کی ترقی کا واشگاف طور پر نہایت جلالی الفاظ میں ذکر آتا ہے۔ اس لمبی الہامی عبارت کا ایک حصہ یہ ہے:-

"تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا ...... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی"۔

اللہ تعالیٰ نے یتزوج و یولد لہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے پورا کرنے کا سامان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کر کے مہیا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ دونوں خاندانوں کا چولی دامن کا ساتھ اس پیشگوئی کی تفاصیل کو پورا کرنے کا موجب ہو رہا ہے۔

بمجبوری حالات ۱۹۴۷ء میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو بھی قادیان سے ہجرت کرنا پڑی۔ دو افراد ۱۹۴۸ء میں واپس گئے اور اس وقت مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد واپس آ چکے تھے۔ حضرت ام المومنینؓ کی برادرزادی محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ، صاحبزادہ صاحب کی رفیقۂ حیات بن کر ۱۹۵۴ء میں قادیان تشریف لائیں۔ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۵۴ء کو اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں صاحبزادی امۃ العلیم عطا فرمائی۔ اب ۱۲ر جنوری کو دونوں ماں بیٹی بمعیت سید احمد صاحب ناصر وارد [illegible] ہوئیں تقسیم ملک کے بعد خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد میں سے یہ پہلی ترقی ہے۔ اور نہایت ہی نیک فال ہے شاید خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی ہجرت کا عرصہ اس رنگ میں ختم سمجھا جائے۔ الحمد للہ۔ اسی طرح دو خاندانوں کے امتزاج سے یعنی محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ السمیع بیگم صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے بطن سے مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کو ۸ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ میں صاحبزادہ طیب احمد عطا فرمایا۔ اب ازلیہ کا بڑا خطہ بھی اس پیشگوئی سے حصہ لینے والا ہے۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف کے صاحبزادہ مکرم سید احمد صاحب ناصر درویش [illegible] جو مستقل یہیں قیام رکھتے ہیں، کا نکاح جلسہ سالانہ پر ربوہ میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی صاحبزادی محترمہ ریحانہ باسمہ بیگم سے ہوا۔ عنقریب حضرت ام المومنینؓ کے برادر زادہ مکرم سید داؤد احمد صاحب [illegible] حضرت میر محمد اسحٰق صاحب [illegible]

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف دامادی بھی [illegible] حضرت مسیح [illegible]

جماعت احمدیہ کے جاں فروش مجاہد اکناف عالم میں اشاعت اسلام کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں

ربوہ ۶ر جنوری - کل جامعہ احمدیہ احمد نگر کی طرف سے مبلغ انڈونیشیا مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری. جامعۃ المبشرین اندونیشیا کے نائب صدر مکرم راڈن ہدایت صاحب اور ٹرینی داد کے مکرم حنیف یعقوب صاحب کے اعزاز میں جس محفل استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا تھا - اس میں مکرم راڈن ہدایت صاحب اور مکرم حنیف یعقوب صاحب نے اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر اطراف و اکناف عالم میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والے جانفروش مجاہدین احمدیت کی انتھک مساعی کو صمیم قلب سے خراج تحسین پیش کیا. انہوں نے کہا بالخصوص انڈونیشیا اور ٹرینی داد میں احمدی مبلغین کے تبحر علمی اور دینی خدمات کا سکہ بیٹھا چکا ہے - اور وہاں عوام و خواص اس بات کے دل سے معترف ہیں کہ اگر عیسائیت کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے تو وہ اسلام کے صرف یہی جاں فروش مجاہد ہیں - اس موقع پر مبلغ سلسلہ مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری نے بھی جو جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں - انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام کے نہایت ایمان افروز حالات بیان کئے -

بین الاقوامی برادری

جامعہ احمدیہ احمد نگر کے صحن میں منعقد ہونے والا یہ اجتماع ایک بین الاقوامی برادری کا منظر پیش کر رہا تھا - کیونکہ اس میں مقامی احباب کے علاوہ اطراف و جوانب عالم سے آئے ہوئے وہ احمدی طلبہ بھی موجود تھے جو جامعہ احمدیہ میں علم دین حاصل کر رہے ہیں - چنانچہ چین کے محمد عثمان اور محمد ابراہیم گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) کے عبدالوہاب اور بشیر بن صالح انڈونیشیا کے منصور ہدایت اللہ اور عدن کے محمود عبداللہ الشیوطی پاکستانی طلبہ کے دوش بدوش معزز مہمانوں اور بزرگان سلسلہ کی تقاریر ہمہ تن گوش بنے سن رہے تھے۔

استقبالیہ تقریب

اس استقبالیہ تقریب کی کارروائی مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ کی صدارت میں شروع ہوئی - جامعہ احمدیہ کے ایک انڈونیشی طالب علم منصور ہدایت اللہ صاحب نے قرآن مجید کا ایک رکوع تلاوت کیا - اس کے بعد عبدالکریم صاحب افغان نے درثمین کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی - بعدہٗ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعہ احمدیہ نے جامعہ کے اساتذہ کی طرف سے معزز مہمانوں کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا - آپ نے فرمایا آج ہم اپنے مہمانوں کو اپنے درمیان دیکھ بے حد مسرور ہیں - اور یہ امر تو بالخصوص ہمارے لئے از حد خوشی کا موجب ہے کہ جامعہ احمدیہ کا ایک فارغ التحصیل عرصہ دراز تک اپنے وطن انڈونیشیا میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد پھر مرکز سلسلہ میں ہمارے درمیان واپس آیا ہے۔ آپ نے فرمایا مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری جامعہ احمدیہ قادیان میں کئی سال تک علم دین حاصل کرتے رہے ہیں - اس کے بعد آپ اپنے وطن واپس تشریف لے گئے۔ اور اب بیس اکیس سال تک اپنے ہم وطنوں کو پیغام حق پہنچانے کے بعد آپ یہاں واپس تشریف لائے ہیں۔

شاندار کارنامہ

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم قاضی صاحب نے کہا - اس نقطہ سے دیکھا جائے تو جامعہ احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ایسا شاندار کام سرانجام دیا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی - بے شک آج اسلامی ممالک میں بڑی بڑی یونیورسٹیاں قائم ہیں اور ان میں اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے - لیکن جامعہ احمدیہ وہ واحد ادارہ ہے - جہاں اس غرض سے علم دین سکھایا جاتا ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے مبلغ تیار کئے جائیں چنانچہ ہم اس پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے کہ آج جامعہ کے تیار کئے ہوئے مبلغین کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ نہایت احسن طریق پر ادا ہو رہا ہے - اور اس کے نیک ثمرات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں - چنانچہ برادرم راڈن ہدایت اور برادرم حنیف یعقوب احمدی مبلغین کی تبلیغی جدوجہد کے ہی ثمرات ہیں - اسی طرح یہاں چین، افریقہ، انڈونیشیا اور عدن کے طلباء بھی بیٹھے ہوئے ہیں - شہر و دیہات سے دور اس چھوٹی سی بستی میں حصول دین کے لئے اکناف عالم کے لوگوں کا جمع ہو جانا ایک محیر العقول کارنامے سے کم نہیں ہے اور اس بات پر گواہ ہے کہ ربوہ کی پاک بستی ایک زبردست معجزہ ہے جو خاص اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے ظہور میں آیا ہے

دلی تڑپ کا اظہار

محترم قاضی صاحب کے بعد طلباء جامعہ کی طرف سے منیر الدین احمد صاحب نے معزز مہمانوں کی خدمت میں ایڈریس پیش کرتے ہوئے انہیں خلوص دل سے خوش آمدید کہا اور دلی تڑپ کے ساتھ اس عزم کا اظہار کیا کہ خدا وہ دن جلد لائے کہ جامعہ کے زیر تربیت طلباء بھی دیگر مجاہدین احمدیت کے دوش بدوش اشاعت اسلام کے جہاد کبیر میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کریں

یادِ ایام

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء کی اس پُرخلوص خوش آمدید کے جواب میں مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری اردو زبان میں ہی تقریر کرتے ہوئے فرمایا - مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں جامعہ احمدیہ کا ایک پرانا طالب علم ہوں آج سے بیس سال پیشتر کا منظر جبکہ میں جامعہ احمدیہ میں پڑھتا تھا میری آنکھوں کے سامنے ہے - اور علی الخصوص اساتذہ کرام حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہم کے مقدس چہرے تو مجھے اب بھی نظر آ رہے ہیں کہ جن سے میں نے تفسیر، حدیث اور فقہ کا علم سیکھا - اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان پر ہزاروں ہزار برکتیں نازل فرمائے جب مکرم مولوی عبدالواحد صاحب نے اپنے ان بلند پایہ اساتذہ کا ذکر فرمایا تو ان پر رقت طاری ہو گئی اور ضبط کے باوجود اپنی تقریر کو روانی کے ساتھ جاری نہ رکھ سکے۔

انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام

چند سیکنڈ میں اپنی طبیعت کو سنبھالنے کے بعد آپ نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے انڈونیشیا میں تبلیغ کے ایمان افروز حالات بیان کئے - آپ نے بتایا کہ وہاں اب بفضلہ تعالیٰ ۲۸ جماعتیں قائم ہیں - جن میں اس وقت بارہ مبلغ کام کر رہے ہیں - ان میں سے نو مرکزی مبلغ ہیں اور تین خاص انڈونیشیا ہی کے رہنے والے ہیں - ان مبلغین کی تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں یہ بات وہاں کے ہر چھوٹے بڑے کے دل میں اچھی طرح راسخ ہو چکی ہے کہ اگر اسلام کی طرف سے عیسائیت کا کوئی جماعت کامیاب مقابلہ کر سکتی ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے - آپ نے انڈونیشیا کی مذہبی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا - ہمارا ملک احمدیت کی ترقی کے لحاظ سے بہت زرخیز ملک ہے - اگر ہماری تبلیغی جدوجہد اسی طرح جاری رہی اور اس میں خدا نے برکت ڈالی تو وہ وقت دور نہیں ہے کہ بعض چھوٹے چھوٹے جزائر کی پوری پوری آبادی احمدیت قبول کرے۔

دنگ کر دینے والا علم

آپ کے بعد مکرم راڈن ہدایت صاحب نے انڈونیشی زبان میں طلبہ جامعہ سے خطاب کیا - اور انہیں ان کی اس خوش بختی پر مبارکباد پیش کی کہ وہ ایک ایسا علم سیکھ رہے ہیں کہ جس کے آگے دنیا کا ہر علم ہیچ ہے - آپ نے کہا اسی جامعہ کے پڑھے ہوئے جو مبلغ انڈونیشیا میں فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں - انہوں نے وہاں اپنی تبحر علمی کی دھاک بٹھا دی ہے - اور تمام دوسرے علماء کو یہ محسوس کرا دیا ہے - کہ وہ ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے - پس آپ لوگ خوش قسمت ہیں - کہ ایک دنیا کو دنگ کر دینے والا علم سیکھ رہے ہیں تا آپ دل لگا کر پوری محنت سے یہ علم سیکھیں تا آپ اپنے پیش رو حضرات کی روایات کو زندہ رکھ سکیں۔ مکرم مولوی عبدالواحد صاحب سماٹری آپ کی اس تقریر کا ترجمہ احباب کو ساتھ ساتھ اردو میں سناتے رہے۔

زندہ خدا کا زندہ نشان

ٹرینی داد کے حنیف یعقوب صاحب نے انگریزی زبان میں ایک نہایت ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے احمدی مبلغین کو ان کی جانفروشانہ مساعی پر نہایت شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا - انہوں نے کہا کہ احمدیت زندہ خدا کا ایک زندہ نشان ہے۔ کہنے کو تو سب ہی خدا کی ہستی پر ایمان رکھتے ہیں لیکن احمدیت کا خدا آج بھی بندوں سے اسی طرح ہمکلام ہوتا ہے جس طرح وہ ماضی میں ہوا کرتا تھا - پس احمدیت انسان کو خدا کا پتہ ہی نہیں دیتی بلکہ اس سے ہمکلام کراتی ہے - یہی اس کی وہ نمایاں خصوصیت ہے - جس نے ہزار مخالفتوں کے باوجود اسے آج کے دم تک زندہ رکھا ہے - اور انشاء اللہ یہی خصوصیت اسے ہمیشہ زندہ رکھنے کا موجب ثابت ہوگی۔ آپ نے ٹرینی داد میں مولوی محمد اسحٰق صاحب ساقی کی تبلیغی مساعی کو بے حد سراہا اور اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ انہیں مکرم ساقی صاحب کے ذریعہ قبول احمدیت کی کیونکر توفیق ملی۔

طلبہ کو نصیحت

آخر میں صاحب صدر مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے ایک مختصر سی تقریر میں طلبہ کو اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ کوئی قوم اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کے خلف اپنے سلف سے بڑھنے کی کوشش نہ کریں

آپ نے مکرم عبدالواحد صاحب - مکرم راڈن ہدایت صاحب اور مکرم حنیف یعقوب صاحب

کی تقاریر کے اہم نکات بیان کرنے کے بعد طلبہ کو نصیحت کی کہ وہ اپنے آپ کو نئی ذمہ داریوں کے لئے تیار کریں - وقت ضائع نہ ہونے دیں اور اپنے وجود کو خدانما وجود بنانے کی کوشش کریں - کیونکہ اس کے بغیر اشاعتِ دین کے اہم میں خاطر خواہ کامیابی ممکن نہیں۔

صاحب صدر کی تقریر کے بعد ایک پرسوز دعا پر یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(الفضل ۷ر جنوری ۶۵ء)

آپکی قیمت اخبار بدر ماہ فروری ۱۹۵۵ء میں ختم ہے

لہذا مہربانی فرماکر جلد از جلد میعاد ختم ہونے سے قبل قیمت اخبار بدر بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ تاکہ آپ کے نام کا اخبار بدر آئندہ بھی جاری رہے۔ اگر آپ کی طرف سے وقت پر چندہ جمع کرا کے اس کی اطلاع دفتر ہذا کو آپ نے نہ کی تو مجبوراً آپ کے نام کا اخبار بدر بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

نمبر ۱۰۱۴ مکرم منشی قمرالدین صاحب میرٹھ ۲۸ فروری ۱۹۵۵ء
نمبر ۱۰۱۵ ،، محمود حسن صاحب دہلی ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۱۶ ،، حبیب احمد صاحب حسین پور ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۱۷ ،، سید بشیر الرحمن صاحب کلکتہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۲۰ ،، مومن حسن صاحب حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۲۱ ،، محمد عبداللہ صاحب جی ایس سی حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۲۴ ،، سیٹھ محی الدین صاحب چنتہ کنٹہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۲۵ ،، سیٹھ محمد حسین صاحب چنتہ کنٹہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۲۶ ،، رشید احمد صاحب حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۲۸ ،، منور احمد صاحب آگرہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۳۲ ،، حاجی پیر محمد ابراہیم صاحب کانپور ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۳۳ ،، ڈاکٹر غلام احمد صاحب جھانسی ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۳۴ ،، محمد رفیق صاحب مدراس ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۳۷ ،، یوسف علی صاحب ولد امام علی صاحب اوڑے پور کٹیا ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۴۰ ،، محمد شریف صاحب چغتائی کراچی ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۵۰ ،، ڈاکٹر منصور احمد صاحب مظفرپور ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۶۰ ،، الیاس اینڈ برادرز حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۶۳ ،، ڈاکٹر محمد حسین صاحب گبی بنگلور ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۷۱ ،، ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب فیض آباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۱۳ ،، مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۰۸۱ ،، ملک عبدالعزیز صاحب جہلم ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۰۶ ،، ڈاکٹر عبدالمجید صاحب قلات بلوچستان ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۲۹ ،، احمد کیپ مرچنٹ حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۴۸ ،، حکیم محمد رمضان صاحب تلہ کور انبالہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۴۹ ،، کمال الدین صاحب حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۵۵ مسز محمد صاحب مدراس ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۸۴ مکرم سید عبدالباری صاحب حیدرآباد ۲۸ ،، ،،

نمبر ۱۱۸۸ مکرم محمود احمد صاحب کلکتہ ۲۸ فروری ۱۹۵۵ء
نمبر ۱۱۹۳ ،، اے ایچ حفیظ صاحب سیتان کولم ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۱۹۸ ،، منظور احمد صاحب ہلاری بہار ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۰۳ ،، ایم سید احمد رضی اللہ صاحب اڑیسہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۰۹ ،، شریف احمد صاحب کرونڈی سندھ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۱۲ ،، بابو تاج الدین صاحب اوورسیر سرینگر ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۲۷ ،، میاں محمد صدیق صاحب کلکتہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۴۴ ،، ڈاکٹر میجر محمد خان صاحب عدن ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۵۱ ،، سید محمود علی صاحب کرنول مدراس ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۷۲ ،، نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۷۴ ،، اہلیہ بیگم صاحبہ سیٹھ محمد اعظم صاحب ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۷۵ ،، بیگم صاحبہ سیٹھ محی الدین صاحب ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۲۸۸ مکرم کالے خان صاحب سری بار ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۳۰۰ ،، مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۳۰۲ ،، بابو عبدالرزاق صاحب گونڈہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۵۰۴ ،، ایس کے حالج صاحب کٹک ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۵۸۴ ،، مستری برکت علی صاحب سندھ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۵۹۵ ،، چوہدری عبدالرحمن صاحب کوٹ احمدیاں ڈگری سندھ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۶۰۲ ،، چوہدری عنایت الرحمن صاحب ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۶۰۵ ،، رشید احمد صاحب حیدرآباد ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۶۰۷ ،، مولوی محمد اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۶۲۶ ،، سید منور علی صاحب ڈاکٹر موتیان علیگڑھ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۸۱۲ ،، ڈاکٹر ریاض احمد صاحب سندھ ۱۴ ،، ،،
نمبر ۱۸۲۲ ،، راجہ بشیر الدین احمد صاحب سرگودھا ۱۴ ،، ،،
نمبر ۱۸۲۴ ،، سید عباس حسین صاحب سکاری کرلی ملیر ۱۴ ،، ،،
نمبر ۱۸۳۱ ،، قاضی حکیم الدین صاحب تلی پور کیرہ ۲۸ ،، ،،
نمبر ۱۹۰۶ ،، محمد صدیق صاحب کوٹ عبداللہ سندھ ۲۸ ،، ،،

نوٹ:- ہر پرچہ میں اعلان ہونے کے باوجود متعدد احباب خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ روانہ کرتے وقت اپنا خریداری نمبر تحریر نہیں کرتے۔ لہذا اب پھر خریداران بدر سے التماس ہے کہ آپ خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ روانہ کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل ایڈریس ضرور تحریر کیا کریں۔ تاکہ خط و کتابت کرنے اور چندہ کا صحیح اندراج کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ نیز نئے خریداران بدر چندہ روانہ کرتے وقت یہ بھی تحریر کیا کریں کہ آیا وہ نئے خریدار ہیں اور آیا انہوں نے اپنا ذاتی چندہ روانہ کیا ہے یا کسی کی طرف سے چندہ روانہ کیا گیا ہے۔ تاکہ چندہ کا صحیح اندراج ہو سکے (مینیجر بدر قادیان)

شکریہ

ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب (خلف حضرت مولوی رحیم بخش صاحب تونڈا بھنگالاں گورداسپور) نے نواب شاہ سندھ سے اخبار بدر کے ۷ فرخ ادا فرمائے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ نے ۵ دسمبر کو ان کو فرزند عطا کیا ہے فرزند مولود کے حاجی اور قرۃ العین ہونے کیلئے احباب دعا فرماتیں۔ (ایڈیٹر بدر)

اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت و ضرورت

اور

وصولی ماہ دسمبر ۱۹۵۴ء کی فہرست

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ اول لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت۔ دوم نماز۔ تیسرے زکوٰۃ۔ چوتھے رمضان کے روزے۔ پانچویں بیت اللہ کا حج۔ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہو۔ وہ اگر اسے ادا نہیں کرتا۔ تو اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (سورۃ توبہ آیت ۱۱) یعنی کفار اگر توبہ کر لیں۔ اور نماز قائم کریں۔ تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو شخص ان تین باتوں میں سے کسی ایک بات کا تارک ہو۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ ماہ دسمبر ۱۹۵۴ء میں مندرجہ ذیل احباب نے زکوٰۃ ادا فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

۱۔ مکرم سیٹھ محمد عبدالحی حسن صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر -/۲۱۰
۲۔ ،، رشید احمد صاحب حیدرآباد دکن -/۴۰۰
۳۔ کارخانہ بیڑی الیاس اینڈ برادرز کتہ کنڈہ ملکو کہ مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر -/۱۵۰
۴۔ مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ خلیق احمد صاحب بریلی -/۵
۵۔ مکرم سیٹھ محمد علی صاحب اونکور ۵۱۴/۴/۶
۶۔ ،، الحاج میر کلیم اللہ صاحب شموگہ -/۵
۷۔ جماعت احمدیہ رشی نگر کشمیر -/۱۰

میزان: ۱۳۳۹/۴/۶

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ ادا کرنے والے ان مخلصین کے اموال اور اولاد میں برکت ڈالے۔ نیز انہیں زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس صاحب مال نے اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی۔ اس کے مال کو جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کی تختیاں بنا کر ان کے ذریعہ سے اس کے پہلوؤں پر داغ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ کرے گا کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پھر اس سزا کے بعد غور کرے گا۔ کہ آیا اس کو اب دوسرے اعمال کے لحاظ سے جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں (نیل الاوطار جلد ۴ صفحہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی۔ تو قیامت کے دن اس مال اس کے سامنے ایک گنجے بڑی کچلیوں والے سانپ کی صورت میں کھڑا کیا جائے گا اور اس کے گلے میں بطور طوق ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ سانپ اسے کہیگا کہ میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں۔ جس کی تو نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی۔ (مسلم) جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو۔ مگر ادا نہ کی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں شامل رہنے دیا جائے تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دے گا (مشکوٰۃ) حرام مال یعنی عدم ادا شدہ زر زکوٰۃ حلال مال کو بھی لے ڈوبے گا۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

چنڈی گڑھ ۔ ۱۷ر جنوری۔ پنجاب کے ہائیکورٹ نے آج سے چنڈی گڑھ میں کام کرنا شروع کر دیا ہے اس سے پہلے بٹوارہ کے بعد ہائیکورٹ شملہ میں تھا۔ چنڈی گڑھ میں ہائیکورٹ کی عمارت ۴۰ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہوئی ہے۔ اس پر تقریر کرتے ہوئے چیف جسٹس شری بھنڈاری نے بتایا کہ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے فروری یا ماہ مارچ میں چنڈی گڑھ آکر ہائیکورٹ کا افتتاح کرنا منظور کر لیا ہے۔ آپ نے ۱۷ جنوری کی تاریخ کو پنجاب کے لئے ایک اہم دن قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہائیکورٹ میں اپیلوں کے سلسلہ میں فریقین کو شملہ آنے میں جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس کا ہائی کورٹ کے ججوں کو پورا احساس تھا۔ اور وہ فوری جگہ میسر ہونے پر فلفور شملہ سے چنڈی گڑھ آنے کے لئے بے قرار تھے۔

بمبئی ۔ ۱۷ر جنوری بھارت میں متعینہ پاکستانی ہائی کمشنر راجہ غضنفر علی خاں نے کل اخباری نمائندوں کو بتایا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان مزید ریلوے روٹوں پر گاڑیاں چلنی شروع ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ فیروزپور اور قصور۔ راجستھان اور سندھ کے درمیان ریل سروس شروع کرنے کے بارے میں عنقریب غور کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مغربی اور مشرقی بنگال کے درمیان ریل روٹ جاری کئے جانے کا بھی امکان ہے۔ راجہ غضنفر علی خاں نے کہا کہ دونوں دیشوں کی مشترکہ رہبر کمیٹی کی میٹنگ میں تجارت بڑھانے کے معاملہ پر بھی غور ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے عوام میں خیرسگالی کا جذبہ بڑھا ہے۔ اور یہ اخبارات کے لب و لہجہ کی تبدیلی سے ظاہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد کا دورہ بھارت دونوں ملکوں کے درمیان بہتر تعلقات کے لئے نیک فال ہے۔

واشنگٹن ۔ ۱۷ر جنوری۔ امریکہ نے باغیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ۴ جنگی جہاز اور ایک ٹرانسپورٹ جہاز کوسٹاریکا بھیج دیا ہے۔ جہاز بھیجنے کا فیصلہ امریکی ریاستوں کی آرگنائزیشن کی کونسل کی کل واشنگٹن میں میٹنگ کے بعد کیا گیا۔ کوسٹاریکا کے نائب وزیر خارجہ نے امریکی ریاستوں کی کونسل سے فوری امداد کی اپیل کی ہے۔

ماسکو ۔ ۱۷ر جنوری۔ روس نے کمیونسٹ ممالک میں ایٹمی توانائی کی تیاری کے سلسلہ میں ہر قسم کی ٹیکنیکل امداد خامی مسالہ اور ایٹمی پلانٹ دینے کی پیشکش کی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چین رومانیہ۔ زیکوسلواکیہ۔ مشرقی جرمنی اور پولینڈ سے وعدہ کیا ہے کہ روس ان ملکوں میں ایٹمی طاقت سے بجلی تیار کرنے کا پلانٹ لگانے کے لئے ہر قسم کی مدد دینے کو تیار ہے۔

واشنگٹن ۔ ۱۸ر جنوری۔ صدر آئزن ہاور نے اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ مالی سال کے دوران میں اخراجات میں ایک ارب دس کروڑ ڈالر کی کمی کر دی جائے گی۔ لیکن غیر ملکی امداد میں ۴۰ کروڑ ڈالر کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ امسال ۴ ارب ۷ کروڑ ڈالر کی فوجی اور غیر فوجی امداد دی جائے گی۔ صدر آئزن ہاور نے کانگرس کو ۵۶-۵۵ء کے بجٹ پیغام میں بتایا کہ ایشیا کو بھی امداد دی جائے گی لیکن انہوں نے کوئی رقم نہیں بتائی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بڑھتی ہوئی خوشحالی کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ بجٹ پر ۲ ارب ۴۰ کروڑ ڈالر کا خسارہ ہوگا۔ صدر آئزن ہاور کے اندازہ کے مطابق ۵۶-۱۹۵۵ء میں مسلح فوج پر ۳۴ کروڑ ڈالر خرچ ہوگا۔ فوج کے اخراجات میں ۵ کروڑ ڈالر کی کمی کی جائے گی۔ قومی دفاعی پروگرام پر ۴۰ ارب ۴۰ کروڑ روپے خرچ ہوں گے ایٹمی بموں اور ہتھیاروں کا ذخیرہ بھی اسی رقم سے خرچ کیا جائے گا۔

کراچی ۔ ۱۷ر جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کامن ویلتھ کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۰ر جنوری کو لنڈن پہنچ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ وزارت دفاع اور وزارت خارجہ کے سیکرٹری بھی ہوں گے۔ بیگم محمد علی بھی ان کے ساتھ جا رہی ہیں۔

نئی دہلی ۔ ۱۷ر جنوری موجودہ پروگرام کے مطابق پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد ۲۴ر جنوری کو پونے ایک بجے بذریعہ ہوائی جہاز دہلی پہنچیں گے تا ہندوستان کے ری پبلک ڈے کی تقریب میں شامل ہو سکیں۔ ان کے ہمراہ پاکستان کے دو وزیر اور اپنا سٹاف ہوگا۔ گو ان کے ہمراہ آنے والے وزیروں کے ناموں کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔ لیکن خیال ہے کہ ان میں ڈاکٹر خانصاحب شامل ہوں گے۔

کراچی ۔ ۱۶ر جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے چیمبر آف کامرس کے سالانہ ڈنر کے موقعہ پر تاجروں اور صنعت کاروں کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پاکستانی روپیہ کی قیمت نہیں گھٹائی جا رہی۔ بلکہ ہم اس کی موجودہ قیمت کو برقرار رکھنے کا پورا تہیہ کئے ہوں۔

نئی دہلی ۔ ۱۶ر جنوری بھارت سرکار صنعتی ترقی کے لئے ایک تجویز پر غور کر رہی ہے۔ جس کے مطابق آئندہ سال کے اندر اندر مزید ۲۰ صنعتی شہر بنائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ منڈی۔ درگاپور اور دیگر نئی مقامات پر نئے کارخانے لگنے سے ۲۰ لاکھ اشخاص کو روزگار مل جائے گا۔

لنڈن ۔ ۱۶ر جنوری۔ بھارت کے وزیر اعظم شری نہرو کامن ویلتھ پردھان منتریوں کی کانفرنس میں شمولیت کے لئے ۲۹ر جنوری کو یہاں پہنچ رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ شری کرشنا مینن اور بھارت کی وزارت خارجہ کے سیکرٹری جنرل شری۔ این۔ آر پلے بھی ہوں گے۔

ماسکو ۔ ۱۶ر جنوری۔ روس کے سرکاری اخبار ازدستیا نے امریکہ پر الزام لگایا ہے کہ روس نے مغربی جرمنی کے نازی دور کے چند ایسے جرمن سائنسدان منگوائے ہیں۔ جو کیمیائی اور جراثیمی جنگ کے ماہرین ہیں۔ جرمن ماہرین امریکہ میں زہریلی گیس اور جراثیمی جنگ کے ہتھیار کر رہے ہیں۔ ازدستیا نے یہ بھی لکھا ہے کہ امریکہ امن کے دعوے کے باوجود جنگی تیاریوں میں پوری طرح مصروف ہے اور نہیں چاہتا کہ دنیا میں امن نواز عناصر زور پکڑ لیں۔

نئی دہلی ۔ ۱۱ر جنوری۔ لیفٹیننٹ جنرل شری ایس۔ ایم شری ناگیش جنرل کمانڈنگ آفیسر عدالت کمانڈنگ ہندوستان کے آئندہ کمانڈر انچیف ہوں گے۔ بھارت کے کمانڈر انچیف راجندر سنگھ جی ریٹائر ہونے سے پہلے چھٹی پر جا رہے ہیں۔ جنرل راجندر سنگھ ۱۵ر جنوری ۱۹۵۵ء کو جنرل کری آپا کی جگہ بھارتی افواج کے کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے تھے۔

لدھیانہ ۱۷ر جنوری۔ آج مقامی مجسٹریٹ شری جے۔ آر ڈھینگرہ نے ضلع اکالی جتھہ کے صدر رنجیت سنگھ ناز اور لدھیانہ کے دیگر سرکردہ اکالی لیڈروں کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دفعہ ۱۴۴ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مظاہرہ کرنے کے الزام میں ایک ایک ماہ قید سخت کی سزا دی۔ شری ڈھینگرہ نے دھار کمک جلوسوں میں سیاسی نوعیت کے نعرے لگاتے اور جذبات کو مشتعل کرنے کے خلاف سخت ریمارکس دیئے۔ ملزمان کے خلاف یہ الزام تھا کہ انہوں نے لدھیانہ کی میونسپل حدود میں مظاہروں پر پابندی کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ استغاثہ کی کہانی کے مطابق گذشتہ سال تین جون گوردوارہ من دیو کے خصیدی دوس پر تجائب سنگھ کے زیر انتظام جلوس نکالا گیا۔ جب جلوس ٹیکنیکل سکول کے قریب پہنچا۔ تو ملزم ہمبیر سنگھ نے لاؤڈ سپیکر پر نعرہ لگایا۔ ماسٹر تارا سنگھ زندہ باد" شرومنی اکالی دل زندہ باد" بن کے رہے گا پنجابی صوبہ" اس کے بعد جلوس پرامن طور پر آگے بڑھ گیا۔ اور جب چوڑا بازار میں پہنچا تو ملزم رنجیت سنگھ ناز نے نعرے لگائے اور دوسرے ملزموں کو بھی نعرے لگانے کے لئے کہا۔ سب انسپکٹر ایپان ناتھ سیٹھ نے رنجیت سنگھ کو مطلع کیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مظاہروں پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اس پر ملزم نے نعرے لگائے "پنجابی صوبہ بن کے رہے گا"۔ پنجابی صوبہ لے کے رہیں گے"۔ "قومی غدار مردہ باد" پنتھ کے غداروں کو کچل دیں گے"۔ سینے پر گولیاں کھائیں گے پنجابی صوبہ بنائیں گے"۔ جلوس کا انتظام کرنے والے اصحاب نے ملزم کے دھارمک جلوس میں نعرے لگانے پر اعتراض کیا۔ استغاثہ کے مطابق اگر پولیس نہ ہوتی۔ تو امن میں خلل پڑ جاتا۔ شری ڈھینگرہ نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے۔ کہ "ملزمان نے اپنے بیان میں کہا کہ انہوں نے سینے وچ گولیاں کھاواں گے پنجابی صوبہ کے ورادھیوں کو کچل دو" کے نعرے نہیں لگائے۔ انہوں نے ماسٹر تارا سنگھ زندہ باد۔ اکالی دل زندہ باد۔ اور بن کے رہے گا پنجابی صوبہ" کے نعرے لگائے تھے۔ ملزمان کے وکیل نے کہا کہ ملزمان نے جن نعروں کا اعتراف کیا ہے۔ اس سے امن عامہ میں خلل نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ اکالیوں کے مطابق دھرم کو سیاسیات سے الگ نہیں رکھا جا سکتا۔ شری ڈھینگرہ نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ لغوی طور پر یہ درست ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمیں ان نعروں پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حقیقی احکام کو مدنظر رکھ کر غور کرنا ہے۔ اکالی دل زندہ باد۔ اور پنتھ کی جے کے نعرے بے ضرر ہیں۔ لیکن پنجابی صوبہ لے کے رہیں گے۔ اور سینے وچ گولیاں کھاواں گے وغیرہ نعرے سیاسی نعرے ہیں۔ اور ان سے یقینی طور پر اس پارٹی کے جذبات برانگیختہ ہوں گے جو اس کے خلاف ہوں۔ ایسے نعرے یقیناً مظاہرے کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ گواہوں کے بیانات کے متعلق انہوں نے لکھا کہ مجھے یقین ہے کہ استغاثہ نے جن نعروں کا ذکر کیا ہے وہ ملزمان نے لگائے تھے شری ڈھینگرہ نے اپنے فیصلہ کے آخر میں کہا کہ پنجابی صوبہ کے ورادھیوں کو کچل دو سینے وچ گولیاں کھاواں گے پنجابی صوبہ بناواں گے نعرے خطرناک نوعیت کے ہیں۔ اور اس سے امن عامہ میں خلل کا اندیشہ ہے۔